مسئلہ توسل

از قلم

مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی

منجانب

النعمان سوشل میڈیا سروسز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ مسئلہ توسل

وسیلہ کی اقسام:

وسیلہ کی آٹھ اقسام ہیں۔

۱: اعمال کا وسیلہ لینا۔ ۲: زندہ بزرگ سے دعا کروانا۔ ۳: ذات کا وسیلہ لینا قبل از پیدائش۔ ۴: ذات کا وسیلہ دنیوی حالت حیات میں ۵: بعد از وفات ذات کا توسل۔ ٦: غیر نبی کی ذات کا توسل ۷: بعد از وفات آپ سے دعا کروانا۔ ۸: اہل قبور سے دعا کی درخواست کرنا

وسیلہ کی قسم اول کے دلائل:

قرآن مجید کی نصوص سے بھی یہ حقیقت واضح ہے کہ ایمان باللہ ایمان بالرسول اور اتباع رسول قرب خداوندی کا وسیلہ ہے ارشاد ہے:

(۱) ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ......تا... فاغفرلنا ذنوبنا و کفر عنا سیئاتنا .. ..الآیۃ .(آل عمران)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

(۲) انہ کان فریق من عبادی یقولون ربنا آمنا فاغفرلنا وارحمنا و انت خیر الراحمین (مومنون ع ٦).

ان دونوں آیتوں میں ایمان والوں کی دعا کا ذکر ہے جس میں وہ ایمان باللہ کو وسیلہ قرار دے کر اللہ

تعالیٰ سے بخشش کی دعا مانگ رہے ہیں۔

(۳) ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشٰھدین. (آل عمران ع ۵)

اس آیت میں حواریان عیسیٰ علیہ السلام نے ایمان بالکتاب اور اتباع رسول کے وسیلہ سے دعا مانگی۔

حدیث میں آتا ہے گذشتہ زمانے میں تین آدمی سفر کر رہے تھے بارش شروع ہوگئی تو بچاؤ کے لئے ایک غار میں داخل ہو گئے۔ ایک بھاری چٹان نے لڑھک کر غار کا منہ بند کر دیا تو تینوں نے اعمال صالحہ کے وسیلہ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے چٹان کو نیچے لڑھکا کر غار کا منہ کھول دیا۔ (بخاری)

وسیلہ کی دوسری قسم کے دلائل:

آپ ﷺ سے دعا کروا کر بھی وسیلہ لیا گیا۔

امام تقی الدین سبکیؒ فرماتے ہیں:

وروی البیھقی (فی دلائلہ) عن ابی وجزۃ یزید بن عبد السلمی قال لما قفل رسول اللہ ﷺ من غزوۃ تبوک اتاہ وفد بنی فزارۃ الی ان قال فقالوا یا رسول اللہ اسنتت بلادنا واجدبت جنابنا، وعریت عیالنا، و ھلکت مواشینا، فادع ربک ان یغیثنا، واشفع لنا الی ربک و یشفع ربک الیک، فقال رسول اللہ ﷺ سبحان اللہ ویلک انا شفعت الی ربی فمن ذا الذی یشفع ربنا الیہ، لا الہ الا ھو العظیم، وسع کرسیہ السمٰوت والارض وھو یئط من عظمتہ و جلالہ، و ذکر بقیۃ الحدیث، الی ان قال فقام رسول اللہ ﷺ فصعد المنبر وفیہ کان مما حفظ من دعائہ. اللھم اسق بلدک و بھیمتک وانشر رحمتک، واحی بلدک المیت، و ذکر دعاءہ حدیثا طویلا. (شفاء السقام ص ۱۲۹)

"اور روایت کیا بیہقیؒ نے اپنے دلائل میں ابو وجزۃ یزید بن عبد السلمی سے کہ انہوں نے فرمایا جب لوٹے رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے بنو فزارہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا پس انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے شہر قحط زدہ ہو گئے اور خشک ہو گئے ہمارے باغات، اور نادار ہو گئے ہمارے عیال اور ہلاک ہو گئے ہمارے مویشی پس آپ اپنے رب سے دعا فرمائیں کہ ہمیں

بارش عطا فرمائے اور ہماری سفارش کریں اپنے رب کی طرف اور سفارش کرتے ہیں آپ کے رب کی آپ کی طرف۔ پس فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سبحان اللہ افسوس ہے تجھ پر بے شک میں شفاعت کرتا ہوں اپنے رب کی طرف لیکن کون ہے وہ کہ جس کی طرف ہمارا رب اللہ شفاعت کرے۔ ایسا رب کہ نہیں معبود مگر وہ عظیم ہے اور وسیع ہے اس کی کرسی آسمان اور زمینوں کو۔ اور وہ چرچراتی ہے اس کی عظمت کی وجہ سے۔ اور ذکر کیا باقی حدیث کو یہاں تک کہ فرمایا پس کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ پس آپ چڑھے منبر پر اور اس میں ہے اس سے جو یاد کیا (راوی نے) آپ ﷺ کی دعا سے۔ (اے اللہ سیراب کر اپنے شہر کو اور اپنی چوپاؤں کو اور پھیلا اپنے رحمت کو اور زندہ کر اپنے مردہ شہر کو) اور ذکر کیا آپ کی دعا کو اور حدیث طویل کو۔"

آگے فرماتے ہیں:

وفی سنن ابی داؤد فی کتاب السنة عن جبیر بن مطعم، قال، اتی رسول اللہ ﷺ اعرابی، فقال یا رسول اللہ جھدت الانفس، و ضاعت العیال، و نھکت الاموال، و ھلکت الانعام، فاستسق اللہ لنا، فانا نستشفع بک علی اللہ، و نستشفع باللہ علیک، قال رسول اللہ ﷺ ویحک اتدری ما تقول انہ لا یستشفع باللہ علی احد من خلقہ، شان اللہ اعظم من ذلک.

(شفاء السقام ص ۱۶۹ . ۱۷۰)

"حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا پس عرض کیا اس نے اے رسول اللہ ﷺ مشقت میں پڑ گئے ہیں نفوس اور ضائع ہو گئے ہیں عیال اور ہلاک ہو گئے ہیں اموال اور ہلاک ہو گئے چوپائے پس طلب کریں اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے بارش پس ہم شفاعت طلب کرتے ہیں آپ کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ پر اور شفاعت طلب کرتے ہیں اللہ کے واسطے آپ پر۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے افسوس ہے تجھ پر کیا تو جانتا ہے کہ تو کیا کہہ رہا ہے۔ نہیں شفاعت طلب کی جاتی ہے اللہ کے واسطے سے اس کی مخلوق میں سے کسی ایک پر اللہ کی شان اس سے بہت بڑی ہے۔"

علامہ سبکی مزید لکھتے ہیں:

"جیسا کہ صحیحین میں ہے کہ ایک آدمی جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا اس حال میں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے پس وہ آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا کھڑے ہوتے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اموال ہلاک ہو گئے ہیں اور پانی خشک ہو گئے ہیں پس اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ ہمیں بارش عطا فرمائے پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے پھر فرمایا اے اللہ ہمیں بارش دے، اے اللہ ہمیں بارش دے، پس طلوع ہوا بادل آپ علیہ السلام کے پیچھے سے ڈھال کی مثل ڈھال کے، پس جب آسمان کے وسط میں آ گیا تو پھیل گیا پھر بارش ہوئی فرمایا پس اللہ کی قسم ہم نے ایک ہفتہ تک سورج نہیں دیکھا۔" (شفاء السقام ص ۱۶۹)

جو وسیلہ طلب دعا کی صورت میں ہوتا ہے یہ تو آپ سے اس قدر زیادہ ثابت ہے کہ اس کی احادیث تواتر کے درجہ تک پہنچی ہوئی ہیں چنانچہ علامہ تقی الدین سبکیؒ شفاء السقام ص ۱۶۹ پر فرماتے ہیں و ھذا متواتر یہ متواتر ہیں۔ علامہ عبدالعزیز بن محمد بن صدیق الغماری نے نظم المتناثر علی الازھار المتناثر ص ۸ ۲پر علامہ سبکی کا یہی قول نقل فرماتے ہیں:

احادیث التوسل به ﷺ فی حال حیاته الدنیویه قال السبکی فی شفاء السقام ھذا متواتر والاخبار طافحة به ولا یمکن حصرھا. الخ.

"نبی ﷺ کے ساتھ آپ کی حیات دنیوی میں توسل کی احادیث کے بارے میں امام سبکیؒ شفاء السقام میں فرماتے ہیں یہ متواتر ہیں اور اخبار اس کی پھیلی ہوئی ہیں اور ان کا حصر ممکن نہیں۔"

وسیلہ کی تیسری قسم کے دلائل:

آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل آپ ﷺ کا وسیلہ لیا گیا:

وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاء ھم ما عرفوا کفروا به فلعنة اللہ علی الکٰفرین. (بقرہ آیت ۸۹)

"حالانکہ اس سے پیشتر (اس کی برکت سے) کافروں پر فتح یابی بھی چاہا کرتے تھے، جب آیا ان کے پاس جس کو پہچان رکھا تھا۔ سو اس کے منکر ہو گئے پس اللہ کی منکروں پر لعنت ہو۔"

(۱) علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

نزلت فی قریظة والنضیر کانو یستفتحون علی الاوس والخزرج برسول اللہ ﷺ قبل مبعثه قاله ابن عباسؓ و قتادةؒ۔

"یہ آیت بنوقریظہ اور بنونضیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ اوس اور خزرج کے خلاف آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے آپ ﷺ کے وسیلے سے فتح طلب کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ اور قتادہؒ نے فرمایا ہے۔"

(۲) علامہ علاء الدین البغدادیؒ فرماتے ہیں:

و ذالک انهم کانو اذا حزنهم امرو دهمهم عدو یقولون اللهم انصرنا بالنبی المبعوث فی آخر الزمان الذی نجد صفته فی التوراة فکانوا ینصرون. (تفسیر خازن ج ا ص ۷۰)

مراد اس سے یہ ہے کہ جب ان کو کوئی غمگین کرنے والا امر پہنچتا یا دشمن حملہ کر دیتا تو کہتے کہ اے اللہ ہماری مدد فرما اس آخر الزمان نبی کے وسیلے سے جس کی صفت کو ہم تورات میں پاتے ہیں پس ان کی مدد کی جاتی۔

(۳) علامہ داؤد بن سلیمان البغدادیؒ لکھتے ہیں:

اتفق المفسرون و اهل الحدیث علی انها نزلت فی یهود خیبر کانوا قبل وجوده ﷺ یحاربون اسداً و غطفان من مشرکی العرب و کانوا یقولون اللهم بحق النبی الذی تبعثه آخر الزمان الا نصرتنا علیهم فینصرون فلما جاءهم الرسول و رأوه کفروا به عناداً و حسداً.

(المنحة الوهبیة ص ۱۳)

"مفسرینؒ اور محدثینؒ اس پر متفق ہیں کہ یہ آیت کریمہ یہود خیبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جو آنحضرت ﷺ کی آمد سے پہلے مشرکین عرب کے قبیلوں اسد اور غطفان سے لڑتے تھے اور یوں کہتے تھے کہ اے اللہ اس نبی کے حق سے ہمیں ان پر نصرت اور غلبہ عطا فرما جس کو تو آخری زمانے میں بھیجے گا۔ سو ان کی مدد کی جاتی پس جب آپ ﷺ ان کے پاس آئے اور انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو عناداً اور حسداً آپ کا انکار کر گئے۔"

(۴) علامہ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

ان الیهود کانوا یحاربون جیرانهم من العرب فی الجاهلیة و یستنصرون علیهم بالنبی ﷺ

قبل ظهوره فيفتح لهم و ينصرون عليهم فلما ظهر النبیﷺ كفروا و جحدوا نبوته. (بدائع الفوائد ج ۴ ص ۱۴۵)

"بے شک یہود جاہلیت میں اپنے عربی پڑوسیوں سے لڑتے تھے اور آنحضرتﷺ کی آمد سے پہلے وہ آپﷺ کے طفیل سے دشمن کے خلاف مدد طلب کرتے تھے تو ان کو فتح و نصرت حاصل ہوتی تھی۔ پھر جب آنحضرتﷺ تشریف لائے تو انہوں نے کفر اختیار کیا اور آپﷺ کی نبوت کا انکار کر دیا۔"

(۵) علامہ ابو محمد الحسین الفراء البغویؒ لکھتے ہیں:

و ذالک انهم كانوا يقولون اذا حزنهم امر و دهمهم عدو اللهم انصرنا عليهم بالنبی المبعوث فی آخر الزمان الذی نجد صفته فی التوراة فكانوا ينصرون و كانوا يقولون لاعدائهم من المشركين قد اظل زمان نبی يخرج بتصديق ما قلنا فنقتلكم معه قتل عاد و ثمود و ارم.

"مراد اس سے یہ ہے کہ یہود کو جب کوئی امر غمگین کرتا تو کہتے اے اللہ مدد فرما ہماری مشرکین کے خلاف اس نبی مبعوث فی آخر الزمان کے واسطے سے جسکی صفت کو ہم پاتے ہیں، پس وہ مدد کئے جاتے اور وہ مشرکین میں سے اپنے دشمنوں سے کہتے قریب ہے اس نبی کا زمانہ جو اس کی تصدیق کے ساتھ ظاہر ہوگا جو ہم کہتے ہیں۔ ہم تمہیں اس کے ساتھ مل کر قتل کریں گے جس طرح عاد و ثمود اور ارم قتل کئے گئے۔"

(۶) صاحب تفسیر حقانی لکھتے ہیں:

مدینہ کے یہودی بنی اسد اور بنی غطفان وغیرہ قبائل عرب سے جب شکست کھا کر عاجز ہوتے تو اپنے علماء کی تعلیم سے دعا کیا کرتے تھے۔ اللهم ربنا انا نسئلک بحق احمد ن النبی الامی الذی وعدتنا ان تخرجه لنا فی آخر الزمان و بكتابک الذی تنزل عليه آخر ما ينزل ان تنصرنا على اعدائنا. "اے اللہ ہم آپ سے سوال کرتے ہیں احمدﷺ نبی امی کے توسل سے کہ جن کے بارے میں آپ نے ہم سے وعدہ کیا کہ آپ آخری زمانے میں انہیں ہماری طرف مبعوث فرمائیں گے اور آپ کی اس کتاب کے توسل سے کہ جو آپ ان پر

اتاریں گے اور وہ سب سے آخری اترنے والی ہوگی کہ آپ ہمارے دشمنوں پر ہماری مدد فرمائیں۔ "(تفسیر حقانی ج ا ص ۲۲۶)

(۷) علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

ولقد كانوا من قبل مجيء هذا الرسول بهذا الكتاب يستنصرون بمجيئه على اعدائهم من المشركين اذا قاتلوهم يقولون انه سيبعث نبي في آخر الزمان فنقتلكم معه قتل عاد و ارم.

"یہود آنحضرت ﷺ کے اس کتاب کے ساتھ تشریف لانے سے قبل آپ کے آنے کے واسطے سے مشرکین میں سے اپنے دشمنوں پر مدد طلب کرتے تھے اور جب ان سے قتال کرتے تو کہتے کہ عنقریب نبی آخر الزمان مبعوث ہوں گے اور ہم ان کے ساتھ مل کر تمہیں قتل کریں گے مثل عاد اور ارم کے۔"

آدم نے بھی آنحضرت ﷺ کا وسیلہ لیا:

عن عمر بن الخطاب ؓ قال قال رسول الله ﷺ لما اقترف آدم عليه السلام الخطيئة قال يا رب اسئلك بحق محمد ﷺ لما غفرت لي فقال الله يا آدم، و كيف عرفت محمداً و لم اخلقه قال يا رب لانك لما خلقتني بيدك و نفخت في من روحك، رفعت راسي فرايت على قوائم العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله، فعرفت انك لم تضف الى اسمك الا احب الخلق اليك فقال الله. صدقت يا آدم انه لاحب الخلق الي اذا سالتني بحقه فقد غفرت لك، ولو لا محمد ما خلقتك.

"حضرت عمر بن الخطاب ؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوگئی تو انہوں نے فرمایا اے رب میں تجھ سے محمد ﷺ کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم تو محمد کو کیسے پہچانتا ہے حالانکہ میں نے اسے ابھی پیدا نہیں کیا؟ فرمایا اے رب اس لئے کہ جب آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر بلند کیا تو دیکھا کہ عرش کے پایوں پر لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پس میں جان گیا کہ آپ نہیں کسی کا اضافہ کرتے اپنے نام کے ساتھ مگر مخلوق میں

سے جو سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے اے آدم، بے شک وہ مخلوق میں سے سب سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔ جب تو نے اس کے وسیلے سے مجھ سے سوال کیا ہے تو پس میں نے تیری مغفرت کردی اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔"

اعتراض:

سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کا امام الانبیاء ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور مستدرک حاکم کی یہ جو حدیث ہے اس کی سند میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ہے جو نہایت ہی ضعیف اور مجروح ہے لہذا اس حدیث کو وسیلے کے جواز پر پیش کرنا درست نہیں۔ نیز حضرت آدمؑ کی توبہ کے کلمات سورۃ الاعراف میں بیان کئے گئے ہیں اس میں کسی وسیلے اور واسطے کا تذکرہ نہیں ہے۔

جواب:

حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں یہ جو روایت ہے اس کو ضعیف کہنا درست نہیں اس لئے کہ محدثین کی ایک جماعت نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور یہ حدیث مرفوع بھی ہے۔

(۱) علامہ قسطلانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

وقد صح ان رسول الله ﷺ قال لما اقترف الادم الخطيئة قال. يا رب اسئلك بحق محمد لما غفرت لی . الخ . (المواهب اللدنية ج ۲ ص ۵۱۵)

"حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جب خطا ہوئی تو انہوں نے حضور ﷺ کے حق اور واسطہ سے دعا کی کہ اے اللہ میری خطاء کو معاف فرمادے۔"

(۲) امام بیہقیؒ نے بھی دلائل النبوۃ میں سند صحیح کے ساتھ اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

(۳) شیخ تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کو امام حاکم نے نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح الاسناد ہے۔ یعنی اس کی سند صحیح ہے۔

(۴) امداد الاحکام میں لکھا ہے:

وقال الشيخ تقي الدين السبكي بعد رواية هذا الحديث اخرجه الحاكم وقال هذا حديث حسن صحيح الاسناد ولم يخرجاه.

"یعنی امام تقی الدین سبکیؒ اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حاکم نے اس حدیث کو لیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے صحیح الاسناد ہے۔ اگرچہ بخاری مسلم نے اس کو نقل نہیں کیا۔"

(۵) علامہ سمہودیؒ لکھتے ہیں:

رواه جماعة منهم الحاكم و صحح اسناده عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه. (وفا الوفاء ص ۱۹۳، ۴/۲)

"توسل کی روایت کو ایک جماعت نے نقل کیا ہے ان میں سے حاکم بھی ہیں انہوں نے عمر بن خطابؓ سے نقل کر کے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔"

(۶) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی تائید:

والطبرانی در معجم صغیر و حاکم و ابونعیم و بیہقی از حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ روایت آوردہ اند کہ آنحضرت ﷺ فرمودند کہ چون حضرت آدم علیہ السلام ارتکاب گناہ کردند و معاتب شدند در قبول توبہ خود حیران بودند ایشاں را یاد آمد چہ مرا ہر گاہ حق تعالیٰ پیدا کردہ بود بروح خاص در من دمیدہ من در آن وقت سر خود را بسوئے عرش برداشتم دیدم کہ درانجا نوشتہ اند لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ از ینجا معلوم میشود کہ قدر ہیچ کس نزد خدا برابر ایں شخص نیست کہ نام او را با نام خود برابر کردہ است۔ تدبیر ایں است کہ بحق ہمیں شخص سوال مغفرت نمایم پس در دعائے خود گفتند اسئلک بحق محمد الا غفرت لی حق تعالیٰ ایشاں را آمرزش کرد۔ (تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص ۱۸۴)

"طبرانی نے معجم صغیر میں اور حاکم نے اور ابونعیم نے اور بیہقی نے امیر المؤمنین حضرت عمرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی اور عتاب کئے گئے تو اپنی توبہ کی مقبولیت کے بارے میں متفکر تھے کہ انہیں یاد آیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا تھا اور روح خاص مجھ میں ڈالی تھی اس وقت میں نے اپنا سر عرش کی طرف

بلند کیا تو میں وہاں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا پس اس وقت مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ کے ہاں ان کے زیادہ کسی کا مرتبہ نہیں ہے کہ اپنے نام کے ساتھ ان کا نام لکھا ہے۔ پس تدبیر یہ ہے کہ اس شخص کے وسیلے سے مغفرت کا سوال کروں پس انہوں نے اپنی دعا میں کہا کہ اے اللہ! محمد کے وسیلے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کیا تو مجھے نہیں بخشے گا پس حق تعالیٰ نے بخش دیا۔"

(۷) حافظ ابن حجر المکی الہیتمیؒ لکھتے ہیں:

ممایدل لطلب التوسل به صلی اللہ علیه وسلم ان ذلک هو سیرة السلف الصالحین الانبیاء والاولیاء و غیرهم ما اخرجه الحاکم و صححه (حاشیه ابن حجر علی الایضاح ص ۴۹۰)

"آپ ﷺ کی ذات کے توسل پر جو دلالت کرتی ہے اور وہ سلف صالحین انبیاء و اولیا کی سیرت مبارکہ بھی ہے وہ حدیث ہے جس کو حاکم نے نقل کیا ہے اور اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔"

وسیلہ کی چوتھی قسم کے دلائل:

آپ ﷺ کی حیات دنیوی میں آپ ﷺ کی ذات بابرکات کا وسیلہ لینا۔

آنحضرت ﷺ کے پاس نابینا صحابی تشریف لائے اور دعا کی درخواست کی چنانچہ حدیث میں ہے:

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا مؤمل قال ثنا حماد یعنی ابن سلمة قال ثنا ابو جعفر الخطمی عن عمارة بن خزیمة بن ثابت عن عثمان بن حنیف ان رجلا الی النبی ﷺ قد ذهب بصره فقال یا نبی اللہ ادع اللہ ان یعافینی فقال ان شئت اخرت ذالک فهو افضل لاخرتک وان شئت دعوت لک قال لا بل ادع اللہ فامره ان یتوضا و ان یصلی رکعتین وان یدعو بهذا الدعاء اللهم انی اسئلک و اتوجه الیک بنبیک محمد ﷺ نبی الرحمت یا محمد انی اتوجه بک الی ربی فی حاجتی هذه فتقضی و تشفعنی فیه و تشفعه فیّ قال فکان یقول هذا مرارا ثم قال احسب ان فیها ان تشفعنی فیه قال ففعل الرجل فبرء. (مسند احمد ص ۱۳۸ ج ۴)

"بیان کیا ہمیں عبداللہ نے کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے کہ مؤمل نے فرمایا بیان کیا ہم سے

حماد یعنی ابن سلمۃ نے فرمایا بیان کیا ہم سے ابو جعفر نے عمارہ بن خزیمۃ بن ثابت سے انہوں نے عثمان بن حنیف سے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا جس کی بینائی چلی گئی تھی پس عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ اللہ سے دعا فرمائیں کہ مجھے عافیت دے دیں پس فرمایا اگر تو چاہے تو اس کو موخر کر دے تو یہ تیری آخرت کے اعتبار سے افضل ہوگا اور اگر تو چاہے تو میں تیرے لئے دعا کروں صحابیؓ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے لئے دعا فرمائیں، پس آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا یہ کہ وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور اس دعا کے ساتھ دعا کرے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور متوجہ ہوتا ہوں آپ کی طرف آپ کے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ کے ساتھ جو نبی رحمت ہیں۔ اے محمد ﷺ میں متوجہ ہوتا ہوں آپ کے ساتھ اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت کے بارے میں کہ وہ حاجت پوری کردی جائے اور مجھے شفا دے دی جائے اس میں اور آپ شفاعت کریں اللہ سے میرے بارے میں۔ فرمایا پس وہ بار بار اس کو کہتا تھا۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے گمان ہے کہ مجھے اس میں شفاء دے دی جائے گی۔ عثمان فرماتے ہیں کہ پس اس نے ایسے کیا اور شفایاب ہو گیا۔"

امام حاکم مستدرک حاکم میں اس حدیث کو تین مرتبہ لائے ہیں:

(۱) صفحہ نمبر ۵۱۹ پر لکھتے ہیں: ھذا حدیث صحیح الاسناد.

(۲) صفحہ ۳۱۳ پر: ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین یہ حدیث صحیح ہے امام بخاری مسلم کی شرط پر۔

(۳) علامہ خفاجیؒ فرماتے ہیں:

ھذا حدیث سندہ صحیح نسیم الریاض ص ۱۰۶ ج ۳

(۴) صححہ البیہقی وفاء الوفاء ص ۳۲۰ ج ۳

(۵) صححہ الترمذی امام ترمذی نے اس کو صحیح کہا ہے۔

(۶) فتاویٰ ابن تیمیہ ص ۳۷۱ ج ۳

(۷) قال البانی صحیح صحیح جامع الصغیر رقم ۲۹۰

(۸) امام ابن ماجہ نے ابن ماجہ میں صفحہ ۹۹ پر اس حدیث کو نقل کیا ہے اور فرمایا ہے:

قال ابو اسحق هذا حديث صحيح.

ابو اسحٰق نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے۔

(۹) قال ابو اسحق هذا حديث صحيح . (السنن لابن ماجہ ص ۱۰۰)

(۱۰) هذا الحديث اخرج النسائي والترمذي في الدعوات مع اختلاف يسير وقال الترمذي حسن صحيح وصححه البيهقي و زاد ،" وقام وقد ابصر ". وفي رواية ففعل الرجل فبرأ. و ذكر شيخنا عابد السندي في رسالته والحديث يدل على جواز التوسل والاستشفاع بذاته المكرم في حياته. (انجاح الحاجة ص ۱ ۰ ۱)

"یہ حدیث امام ترمذیؒ اور امام نسائیؒ نے بھی الفاظ میں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ کتاب الدعوات میں نقل فرمائی ہے۔ اور امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے بیہقی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ البتہ اتنا اضافہ کیا ہے کہ وہ کھڑا ہوا اور اس کی بصارت درست لوٹ آئی تھی۔ اور ایک روایت میں اس آدمی نے یونہی کیا اور دیکھنے لگا۔ ہمارے شیخ عابد سندھی نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے اور حدیث نبی کریم ﷺ کی زندگی میں آپ کی ذات کے ساتھ توسل اور استشفاع کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔"

(۱۱) شیخ عابد السندھیؒ (ایضاً)

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا فرمان:

"اس سے توسل صراحتاً ثابت ہوا۔ اور چونکہ آپ کا اس کے لئے دعا فرمانا کہیں منقول نہیں اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح توسل کسی کی دعا کا جائز ہے اسی طرح توسل دعا میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہے۔" (نشر الطیب ص ۳۰۰)

اعتراض:

اس روایت کے ہر طریق میں ابو جعفر مدائنی واقع ہے اس لئے امام ترمذی نے لکھا ہے:

هذا الحديث لا نعرفه الا من هذا الوجه من حديث ابى جعفر وهو غير الخطمى. (ترمذی ص ۲۰۱ ج ۲)

اس حدیث کی سند ابو جعفر کی سند کے علاوہ میں اور کوئی نہیں جانتا اور یہ ابو جعفر خطمی کے علاوہ ہے ۔ یہ ابو جعفر المدائنی ہے اور یہ مجروح ہے۔

امام مسلم بن حجاج لکھتے ہیں:

كعبدالله بن مسور ابى جعفر المدائنى و غيره ممن اتهم بوضع الاحاديث و توليد الاخبار .

(خطبه صحيح مسلم ص ۵)

نیز فرماتے ہیں:

ان ابا جعفر الهاشمى المدنى كان يضع احاديث كلام حق وليست من احاديث النبى وكان يرويها عن النبى ﷺ. (ايضا ص ۱۶)

امام نووی فرماتے ہیں:

اما ابو جعفر هذا هو عبدالله بن مسور المدائنى ابو جعفر المدنى تقدم فى اول الكتاب فى الضعفاء الواضعين (شرح صحيح مسلم ص ۱۷ ج ۲)

جواب:

اس کی سند میں مدائنی نہیں ہے۔ الخطمی ہے۔ اس پر کئی دلائل ہیں:

(۱) "علامہ قسطلانیؒ اور علامہ زرقانیؒ جیسے عظیم محدثین نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ اور محدثین موضوع سے استدلال نہیں کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو راوی یہ بتا رہے ہیں محدثین کے نزدیک اس حدیث کے راوی وہ نہیں ہیں۔"

(۲) مسند احمد میں یہ حدیث اس سند سے موجود ہے:

حدثنا عبدالله حدثنى ابى ثنا مؤمل قال حدثنا حماد يعنى ابن سلمة قال ثنا ابو جعفر الخطمى عن عمارة بن خزيمة بن ثابت بن عثمان عن عثمان بن حنيف ان رجلاً...... الخ. (مسند احمد ص ۱۳۸ ج ۴)

(۳) مستدرک حاکم میں اس سند سے مروی ہے:

حدثنا حمزة بن العباس العقبی ببغداد ثنا العباس بن محمد الدوری ثنا عون بن عمارة البصری ثنا روح بن القاسم عن ابی جعفر الخطمی عن ابی عمامة بن سهل بن حنیف عن عمه عثمان بن حنیف ان رجلاً..... الخ .(مستدرک ص ۵۲۶ ج ۱)

ان دونوں سندوں میں الخطمی کی تصریح موجود ہے۔اور خطمی ثقہ راوی ہے۔

(۴) علامہ سمہودیؒ لکھتے ہیں:

التوسل به صلی الله علیه وسلم بعد خلقه فی مدة حیاته منه ماروا ه جماعة منهم النسائی والترمذی فی الدعوات من جامعه . قال الترمذی حسن صحیح غریب لانعرفه الا من هذا الوجه و صححه البیهقی.(وفاء الوفا ص ۱۹۳ ج ۴)

''آپ ﷺ کی پیدائش کے بعد آپ ﷺ کی دنیاوی زندگی میں آپ ﷺ کی ذات کا توسل لینا ان مسائل سے ہے جن کو ایک جماعت نے نقل کیا ہے ان میں سے نسائی اور ترمذی اپنی جامع کتاب الدعوات میں نقل کیا ہے۔ترمذی فرماتے ہیں حدیث حسن صحیح اور غریب ہے اس سند کے سوا اور سند اس کی مجھے معلوم نہیں ہے اور بیہقی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے۔''

معلوم ہوا علامہ سمہودیؒ کے نزدیک بھی الخطمی ہے جبھی تو صحت تسلیم کر رہے ہیں۔

(۵) علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں:

اخرجه البیهقی فی الدلائل وهو من روایة ابی امامة عن عمه عثمان بن حنیف کما صرح به البیهقی ایضاً وکذا النمیری والنسائی فی الیوم واللیلة و فی روایتهم ایضاً النسائی وابن ماجه و الترمذی وقال حسن صحیح غریب و احمد و ابن خزیمة والحاکم وقال صحیح علی شرطهما .(القول البدیع فی الصلاة علی الحبیب الشفیع ص ۲۳۱)

''بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اس کو نقل کیا ہے۔اور وہ روایت ابوامامہ کی اپنے چچا عثمان بن حنیف سے ہے۔جیسا کہ بیہقی نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور اسی طرح النمیری نے اور نسائی نے کتاب الیوم واللیل میں نقل کیا ہے اور ان کی روایت میں بھی نسائی موجود ہے اور ابن ماجہ اور ترمذی نے نقل کی ہے اور ترمذی نے فرمایا ہے یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے غریب ہے اور احمد اور ابن خزیمہ نے

بھی نقل کی ہے اور حاکم نے بھی نقل کی ہے اور فرمایا یہ حدیث بخاری مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔"

(۶) حافظ ابن حجر المکی الہیتمی لکھتے ہیں:

واخرج النسائی والترمذی وصححہ (حاشیہ علی الایضاح ص ۴۹۰)

"نسائی اور ترمذی نے اس کو نقل کیا ہے اور اس کو درست قرار دیا ہے۔"

پس یہ حدیث مندرجہ ذیل اکیس (۲۱) محققین کے نزدیک صحیح ہے:

ابو عبداللہ الحاکم نیشاپوری، امام بیہقی، علامہ سمہودی، علامہ ابن حجر المکی، امام ترمذی، علامہ سخاوی، ابن ماجہ، ابو اسحاق، شیخ عابد السندھی، امام نسائی، ابو علی نیشاپوری، ابو احمد بن عدی، ابو الحسن دار قطنی، ابن مندہ، عبدالغنی بن سعید، ابو یعلی الخلیلی، ابو علی بن السکن، ابو بکر الخطیب البغدادی، علامہ خفاجی۔

معلوم ہوا حضور ﷺ کی حیات میں آپ ﷺ کی ذات کا وسیلہ لیا جاتا تھا۔ حضور ﷺ کے چچا ابو طالب نے بھی حضور کا وسیلہ لیا تھا۔ امام بخاری نقل فرماتے ہیں۔ کہ ابو طالب نے جو اشعار پڑھے ان میں یہ شعر بھی تھا:

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ
ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

(بخاری ص ۱۳۷)

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

معنی قول ابی طالب ھذا فی الحقیقۃ توسل الی اللہ عزوجل بنبیہ لانہ حضر استسقاء عبدالمطلب والنبی معہ فیکون استسقاء الناس الغمام فی ذلک الوقت ببرکۃ وجھہ الکریم وان لم یکن ظاھرا ان احداً سالہ وکانو مستشفعین بہ (عمدۃ القاری ص ۲۵۱ ج ۵)

"ابو طالب کے اس قول کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے نبی کا توسل لیا اس لئے کہ وہ عبدالمطلب کے استسقاء کے موقع پر حاضر تھے اور نبی اقدس ﷺ انکے ساتھ تھے اور لوگ اس وقت نبی اقدس کے باعزت چہرے کی برکت سے بارش طلب کر رہے تھے اگر چہ ظاہر میں کسی نے بھی آپ سے سوال نہیں کیا مگر سب آپ ہی کا وسیلہ لینے والے تھے۔"

دوسرے مقام پر علامہ عینیؒ لکھتے ہیں:

بیانہ انھم کانو اذا یستسقون کانوا یستسقون بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حیاتہ. (ایضاً ص ۲۵۵/۵)

"اس کا بیان یہ ہے کہ وہ آپ کی زندگی میں جب بارش کیلئے دعا مانگتے تو آپ ﷺ کے وسیلے سے مانگتے تھے۔"

توسل بعد الوفات:

وروی الامام الحافظ المحدث ابو القاسم الطبرانیؒ ۳۶۰ھ قال حدثنا طاهر بن عیسیٰ بن تیرس المقری المصری التمیمی حدثنا اصبغ بن الفرج حدثنا عبداللہ بن وهب عن شبیب بن سعید المکی عن روح بن القاسم عن ابی جعفر الخطمی المدنی عن ابی امامة بن سهل بن حنیفؓ عن عمه عثمان بن حنیفؓ ان رجلا کان یختلف الی عثمان بن عفان رضی اللہ عنه فی حاجته له فکان عثمانؓ لایلتفت الیه ولاینظر فی حاجة فلقی عثمان حنیفؓ فشکاذالک الیه فقال له عثمان بن حنیفؓ ائت المیضاة فتوضا ثم ائت المسجد فصل فیه رکعتین ثم قل اللھم انی اسالک و اتوجه الیک بنبینا محمد صلی اللہ علیه وسلم نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بک الی ربک وربی عزوجل فیقضی لی حاجتی و تذکر حاجتک وروح الی حتی اروح معک فانطلق الرجل فصنع ما قال له عثمانؓ ثم اتی باب عثمانؓ فجاء البواب حتی اخذ بیده فادخله علی عثمان ابن عفانؓ فاجلسه معه علی الطنفسه وقال ما حاجتک فذکر حاجته فقضاهاله' ثم قال له ماذکرت حاجتک حتی کانت هذه الساعة وقال ما کانت لک من حاجة فاتنا ثم ان الرجل خرج من عنده فلقی عثمان بن حنیفؓ فقال له جزاک اللہ خیراً ما کان ینظر فی حاجتی ولا یلتفت الی حتی کلمته فی الحدیث(قال الطبرانیؒ) لم یروعن روح بن القاسم الاشیب بن سعید ابو سعید المکی وهو ثقة وهو الذی یحدث عنه احمد بن احمد بن شبیب عن ابیه عن یونس بن یزید الایلی وقدروی هذا الحدیث شعبة عن ابی جعفر الخطمی واسمه عمیر بن یزید وهو ثقة تفردبه عثمان بن عمر بن فارس عن شعبة والحدیث صحیح. (المعجم الصغیر للطبرانی ج ۱ ص ۱۸۳ ص ۱۸۴ ومعجم الکبیر للطبرانی ج ۹ ص ۳۰ ص ۳۱ رقم الحدیث ۸۳۱۱)

"عثمان بن حنیفؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس ایک ضرورت کے

سلسلہ میں آیا جایا کرتا تھا اور حضرت عثمانؓ (غالباً بوجہ معروفیت) نہ تو اس کی طرف توجہ فرماتے اور نہ اس کی حاجت براری کرتے وہ شخص حضرت عثمان بن حنیفؓ سے ملا اور اس کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ وضو کی جگہ جا اور وضو کر کے پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ۔ پھر کہہ اللھم انی اسالک واتوجہ الیک بنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ الیٰ خرہٖ۔ خلاصہ یہ کہ اس شخص نے ایسا ہی کیا اور اس کی دعا کی برکت سے حضرت عثمان بن عفانؓ نے ان کی تعظیم و تکریم کی اور کام بھی پورا کر دیا۔" امام طبرانیؒ اور امام منذریؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا۔ فالحمدللہ۔

اعتراض:

اس کی سند میں روح بن القاسم ہے جو کہ ضعیف ہے۔

جواب:

حافظ ابن حجر اس کے بارے میں فرماتے ہیں ثقة حافظ من السادسة (تقریب ص ۱۰۵)

یہ بخاری مسلم ابوداؤد نسائی ابن ماجہ کا راوی ہے۔ ابو حاتم ابو نعیم ابو زرعہ نے اس کو ثقہ کہا ہے امام احمد نے بھی اس کو ثقہ کہا ہے امام نسائی فرماتے ہیں لا بأس بہ ابن عیینہ فرماتے ہیں میں نے بڑی عمر میں علم کو حاصل کرنے والوں میں سے اس سے زیادہ حافظے والا نہیں دیکھا۔ ابن حبان نے بھی اس کو ثقہ کہا ہے۔ (تہذیب ص ۲۹۷ ج ۳، خلاصہ تہذیب ص ۱۱۸)

امام مسلم نے صحیح مسلم میں روح بن القاسم کی احادیث کثرت سے لی ہے:

دیکھئے: ص ۲۷۔ ۵۴۔ ۱۳۲۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱ ج ۱، ص ۱۵۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۳۶۔ ۷۷۔ ۱۱۹۔ ۱۵۸۔ ۱۹۰۔ ۱۹۷۔ ۲۰۷۔ ۲۱۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۹۔ ۲۵۱۔ ج ۲۔

چنانچہ روح مندرجہ ذیل حضرات کے نزدیک ثقہ ہے: امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام نسائی، ابو علی نیشاپوری، ابو احمد بن عدی، ابوالحسن دارقطنی، ابو عبداللہ الحاکم نیشاپوری، ابن مندہ، عبدالغنی بن سعید، ابو یعلی الخلیلی، ابو علی بن سعید، ابو علی بن السکن، ابو بکر الخطیب البغدادی، ابن

معین، ابوحاتم، ابوزرعہ، احمد بن حنبل، ابن عیینہ، ابن حبان، حافظ ابن حجر۔

نیز شفاء السقام ص ۱۷۸ پر اس کا متابع شعبہ موجود ہے جو ابوجعفر الخطمی سے روایت کر رہا ہے ابن تیمیہؒ نے آپ ﷺ کی زندگی اور انتقال کا فرق کیا ہے، علامہ کوثریؒ فرماتے ہیں:

"هذا رای باطل يدل على بطلانه حديث عثمان بن حنيف عند الترمذی وغيره."

"یہ باطل ہے اس کے بطلان پر حضرت عثمان بن حنیفؓ کی حدیث جو کہ ترمذی وغیرہ میں ہے وہ دلالت کرتی ہے۔"

یہ فرق کرنا یہود ومنافقین کا کام ہے۔

شیخ الاسلام امام کوثریؒ لکھتے ہیں:

قال التقی الحصنی فی دفع الشبہ ص ۹۳ ان هذا الفرق بين الحياة والممات احدثه غلاة المنافقين من اليهود. (مقدمہ براهين الكتاب والسنة الناطقة ص ۳)

علامہ ابن حجر المکیؒ لکھتے ہیں: آپ ﷺ نے جو دعا سکھلائی ہے اس میں یہ الفاظ بھی طبرانی کی روایت میں ہیں: بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی تیرے نبی اور مجھ سے پہلے جو انبیاء گزرے ہیں ان کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں ابن حجر فرماتے ہیں روی الطبرانی بسند جید طبرانی نے جید سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (حاشیہ علی الایضاح ص ۴۹۰)

اب جو انبیاء پہلے گزر چکے ہیں ان کا توسل ثابت ہوا معلوم ہوا بعد از وفات توسل لینا جائز ہے۔

مفتی اعظم مصر علامہ شرنبلالیؒ لکھتے ہیں:

نسئلک اللهم بک متوسلين اليک بحبيبک (الثانیہ ص ۲)

نوٹ: یہ رسالہ علامہ شرنبلالیؒ کی کتاب "تحقیقات القدسیہ ونفحات الرحمانیہ الحسنیۃ فی مذہب السادات الحنفیۃ" میں موجود ہے اس کتاب کا قلمی نسخہ قاسمیہ لائبریری کنڈیارو سندھ پاکستان میں ہے۔

امام شعرانیؒ فرماتے ہیں:

قد سمعت سيدی عليا الخواص رحمه الله يقول اذا سألتم الله حاجة فاسئلوه بمحمد ﷺ

ولو لوا اللھم انا نسئلک بحق محمد ﷺ ان تفعل لنا کذا فان للہ ملکاً یبلغ ذلک لرسول اللہ ﷺ ویقول لہ ان فلاناً سال اللہ تعالیٰ بحقک فی حاجۃ کذا و کذا فیسئل النبی ﷺ ربہ فی قضاء تلک الحاجۃ فیجابوا لان دعائہ ﷺ لا یرد قال و کذلک القول فی سوالکم اللہ تعالی باولیائہ فان الملک یبلغھم فیشفعون فی قضا تلک الحاجۃ واللہ علیم حکیم (مشارق الانوار القدسیہ ص ۱۸۱ [illegible])

’’میں نے سنا اپنے سردار حضرت علی خواصؒ سے وہ فرماتے تھے جب تم اللہ تعالی سے حاجات کو طلب کرو تو محمد ﷺ کے وسیلہ سے طلب کرو اور کہو اے اللہ ہم آپ سے سوال کرتے ہیں محمد ﷺ کے وسیلہ سے کہ آپ ہمارا کام ایسے کر دیں اس لئے کہ اللہ تعالی کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو نبی اقدس ﷺ کو یہ پہنچا دیتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ فلاں نے آپ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے ان ان حاجات کے بارے میں دعا کی ہے۔ پس نبی اقدس ﷺ ان حاجات کے بارے میں اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں، پس آپ ﷺ کی دعا قبول ہوتی ہے اس لئے کہ آپ ﷺ کی دعا رد نہیں کی جاتی اور فرمایا اسی طرح معاملہ ہے تمہارا اللہ تعالی سے اولیاء کے واسطہ سے سوال کرنے کے بارہ میں اس لئے کہ فرشتے اولیاء کو یہ بات پہنچا دیتے ہیں اور وہ اولیاء اللہ سے دعا کرتے ہیں، اور اللہ علیم اور حکمت والا ہے۔‘‘

حضرت شاہ ولی اللہ کا ارشاد ہے:

ومن ادب الدعاء تقدیم الثناء علی اللہ والتوسل بنبی اللہ لیستجاب (حجۃ اللہ البالغہ ج۲ ص ۲۰۴)

’’اور دعا کے آداب میں یہ ہے کہ دعا مانگنے سے پہلے اللہ تعالی کی حمد و ثناء کرے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ توسل کرے تا کہ دعا قبول ہو۔‘‘

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ سے توسل کا ثبوت:

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

’’اسی طرح غیر مادی اسباب کے ذریعے کسی نبی یا ولی سے دعا کرنے کی مدد مانگنا یا ان کا وسیلہ دے کر براہ راست اللہ تعالی سے دعا مانگنا، روایات حدیث اور ارشادات قرآن سے بھی اس کا جواز

ثابت ہے اور وہ بھی اس استعانت میں داخل نہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص اور غیر اللہ کیلئے حرام اور شرک ہے۔" (معارف القرآن ج ۱ ص ۹۹ تا ۱۰۰)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"اور حقیقی طور پر اللہ کے سوا کسی کو حاجت روانہ سمجھا اور کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرے۔ کسی نبی یا ولی وغیرہ کو وسیلہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا اس کے منافی نہیں ہے۔ (معارف القرآن ج ۱ ص ۲۹)"

مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی سے توسل کا ثبوت:

شیخ الحدیث مولانا زکریا کے والد گرامی حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ مدرس مدرسہ عربیہ مظاہر العلوم سہارنپور نے المہند کی تصدیق فرماتے ہوئے خطبہ تحریر فرمایا:

والصلوۃ والسلام علی اشرف من یتوسل بہ فی الدعا من المرسلین والصدیقین والشھداء والصلحاء واکمل من یحیی من الاحیاء بعد الوصاء واللقاء.

"درود وسلام ان میں سے بہترین ذات پر جن کو دعا میں وسیلہ پکڑا جاتا ہے یعنی پیغمبران صدیقین اور شہدا وصلحا اور کامل ترین جن کے لئے وصال وانتقال کے بعد حیات ثابت ہے۔" (المہند علی المفند ص ۸۴، ۸۵ دارالاشاعت کراچی)

شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلویؒ سے توسل کا ثبوت:

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ فضائل اعمال میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ شانہ اپنے لطف اور اپنے محبوب کے صدقے اور محبوب کی پاک کلام کی برکت سے مجھ سیاہ کار کو بھی اخلاص کی توفیق نصیب فرمائے۔ (فضائل اعمال ص ۶۲۴)

اکابر علماء دیوبند کے متفقہ فتویٰ "المہند علی المفند" سے توسل کا ثبوت:

یہ ایک ایسا فتویٰ ہے جو عرب وعجم کا مصدقہ ہے جس پر تقریباً ۱۲۵ علماء کی تصدیقات ہیں:

السوال الثالث والرابع...... ھل للرجل ان یتوسل فی دعواتہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم

بعد الوفات ام لا؟ ایجوز التوسل بالسلف الصالحین من الانبیاء والصدیقین والشهداء واولیاء رب العالمین ام لا ؟ الجواب: عندنا وعند مشائخنا یجوز التوسل فی الدعوات بالانبیاء والصالحین من الاولیاء والشهداء والصدیقین فی حیاتهم وبعد وفاتهم بان یقول فی دعائه اللهم انی اتوسل الیک بفلان ان یجیب دعوتی وتقضیٰ حاجتی الی غیر ذالک ، کما صرح به شیخنا و مولانا محمد اسحاق الدهلوی ثم المهاجر المکی ثم بینه فی فتاوہ شیخنا و مولانا رشید احمد الگنگوهی رحمه الله علیهما ۔ وفی هذ الزمان شائعة مستفیضة بایدی الناس و هذا المسئلة مذکورة علی صفحة ۹۳ من الجلد الاول منها فلیر اجع الیهامن شاء(المهند علی المفند ص ۱۲، ۱۳)

ترجمہ:۔۔۔۔۔۔تیسرا اور چوتھا سوال:''کیا وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ کا توسل لینا دعاؤں میں جائز ہے یا نہیں ۔تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء واولیاء اللہ کا توسل بھی جائز ہے ۔یا ناجائز؟ جواب: علماء دیوبند کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء علیھم السلام، صلحاء، اولیاء، شہداء اور صدیقین کا توسل جائز ہے۔ان کی حیات میں یا بعد وفات بایں طور پر کہ کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں۔یا اس جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ہمارے شیخ مولانا محمد اسحاق دہلوی ثم المکی نے ، پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے۔جو چھپا ہوا ہے آج کل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے ص ۹۳ پر مذکور ہے۔جس کا جی چاہے دیکھ لے۔''(المہند جواب سوال نمبر ۳،۴)

علامہ آلوسی بغدادی حنفی فرماتے ہیں:

''اس ساری بحث کے بعد میں اللہ تعالی کے ہاں آنحضرت ﷺ کی جاہ سے آپ ﷺ کی زندگی میں اور بعد از وفات توسل میں کوئی حرج نہیں سمجھتا اور آپ کے جاہ وتوسل سے مراد کوئی ایسا معنی لیا جائے گا جو آپ کی صفات میں سے کسی صفت کی طرف راجع ہو مثلاً آپ ﷺ کی محبت تامہ جو عدم رد اور قبول شفاعت کو چاہتی ہے لہذا قائل کے اس طرح کہے گا کہ اے اللہ میں تیرے نبی کی

جاہ سے توسل کرتا ہوں۔ کہ تو میری حاجت پوری کر دے معنی یہ ہوگا کہ اے میرے الٰہی تیری جو محبت آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہے اس کو میری حاجت پوری کرنے کا وسیلہ بنا دے۔ اور اس میں اور تیرے اس قول میں کوئی فرق نہیں کہ اے میرے اللہ میں تیری رحمت سے توسل کرتا ہوں کہ تو ایسا کر دے۔ کیونکہ اس کا بھی یہی معنی ہے کہ اے الٰہ تو اپنی رحمت کو اس میں وسیلہ بنا دے۔" (روح المعانی ص۱۲۸ ج۶)

علامہ شامیؒ رقم طراز ہیں:

انی اسأل اللہ تعالی متوسلا الیہ بنبیہ المکرم ﷺ وباھل طاعتہ من کل ذی مقام علی معظم وبقدوۃ الامام الاعظم ان یسھل ذالک من الغایۃ. (مقدمہ شامی ص۱۸ ج۱)

"اور میں اللہ سے اس کے مکرم نبی ﷺ آپ کے متبعین اور اپنے پیشوا امام اعظمؒ کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ (اے اللہ) میرے لیے یہ کام آسان فرما دے۔"

علامہ شرمبلالیؒ لکھتے ہیں:

ذکر بعض العارفین ان الادب فی التوسل ان یتوسل بالصالحین الی امر رسول الاکرم ﷺ ثم بہ الی حضرت الحق جل جلالہ وتعاظمت اسمائہ. (مراقی الفلاح باب الاستسقاء ص۳۰۱)

"بعض عارفین نے کہا ہے کہ توسل میں ادب یہ ہے کہ صلحاء کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو پھر آپ ﷺ کے ساتھ اللہ جل جلالہ کو توسل کیا جائے۔"

صاحب شرح الوقایہ:

فیقول العبد المتوسل باقوی الذریعۃ (بندہ مضبوط ذریعہ کے ساتھ توسل کر کے کہتا ہے) محشی نے اگرچہ ذریعہ کے مصداق مختلف ذکر کیے ہیں۔ لیکن انہوں نے نبی ﷺ کو بھی اس کا مصداق ٹھہرایا ہے۔ لکھتے ہیں والمراد بہ اما الرسول ﷺ ــــــ الخ اور اس کی تائید صاحب ہدایہ اور علامہ شامی وغیرہ کے اقوال سے بھی ہوتی ہے۔ (شرح الوقایہ ص۴۸)

حضرت مجدد الف ثانیؒ: ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

اے میرے عزیز بھائی مولانا یار محمد کا مکتوب مرغوب پہنچ کر فرحت کا موجب ہوا۔ حضرت حق تعالیٰ بحرمۃ النبی ﷺ کمال اور تکمیل کی بلندی تک پہنچائے۔ (مکتوبات امام ربانی ص ۴۵۹ ج ا۔)

توسل کی چھٹی قسم:

غیر نبی کا توسل بھی جائز ہے۔ امام بخاری لکھتے ہیں:

عن انس بن مالک ان عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کان اذا قحطوا استسقیٰ بالعباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا فیسقون (بخاری ص ۱۳۷ / ۱)

"انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ عمر بن خطابؓ جب قحط آتا تو ابن عباسؓ کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگا کرتے تھے اور فرماتے اے اللہ ہم تیرے نبی ﷺ کے وسیلہ سے تجھ سے دعا مانگا کرتے تھے آپ ہمیں بارش عطا فرما دیتے تھے اب ہم آپ کے پاس اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ لے کر آئے ہیں ہمیں بارش عطا فرما دیں پس بارش عطا کر دی جاتی۔"

بخاری کی مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ غیر نبی کی ذات کا توسل بھی جائز ہے اس لئے حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت ابن عباس کا توسل لیا۔ علامہ عینیؒ لکھتے ہیں:

وعن کعب احبار ان بنی اسرائیل کانوا اذاقحطوا استسقوا باھل بیت نبیھم۔ (عمدۃالقاری ص ۲۵۵ ج۵)

"اور کعب احبار سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل پر جب قحط آتا تو وہ اپنے نبی کے اہل بیت کا وسیلہ سے بارش طلب کرتے۔"

علامہ ابن حجر المکی الہیتمیؒ لکھتے ہیں:

ولا فرق بین ذکر التوسل والا ستغاثۃ والتشفع والتوجہ بہ صلی اللہ علیہ وسلم او بغیرہ من الانبیاء و کذا الاولیاء وفاقا للسبکی وان منعہ ابن عبدالسلام لانہ وردجواز التوسل بالاعمال مع کونھا اعراضاً فالذوات الفاضلۃ اولی ولان عمر توسل بالعباس رضی اللہ عنہ فی الاستسقاء ولم ینکر علیہ ۔ (حاشیہ علی الایضاح ص ۴۹۰)

"آپ ﷺ اور آپ کے علاوہ دوسرے انبیاء اولیا کی ذات کا توسل ان سے استغاثہ اور شفاعت کو طلب کرنا ان میں کوئی فرق نہیں سبکی کی موافقت کرتے ہوئے اگرچہ ابن عبدالسلام نے اس سے منع کیا ہے۔اس لئے کہ اعمال کا توسل باوجود ان کے اعراض ہونے کے جائز ہے پس مقدس شخصیتیں تو اس کے زیادہ لائق ہیں کہ ان کا توسل لیا جائے۔اور اس وجہ سے بھی جائز ہے۔کہ حضرت عمرؓ نے استسقاء میں حضرت عباسؓ کا توسل لیا اور ان پر اعتراض نہیں ہوا۔"

صحابہ میں سے کسی نے سیدنا فاروق اعظمؓ پر اعتراض نہیں کیا معلوم ہوا ذوات قدسیہ کا توسل لینا سب صحابہ کے نزدیک جائز تھا۔یہ سنت خلفاء الرشدینؓ میں بھی داخل ہوا اور اجماع میں بھی۔

سلطان المحدثین ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:

جئنا یا صاحبی رسول الله ﷺ زائرین لنبینا و صدیقنا وفاروقنا ونحن نتوسل بکما الی رسول الله صلی الله علیه وسلم (المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط ص ۱ ۱ ۵)

"زیارت کرنے والا شیخینؓ کو عرض کرے۔اے رسول اللہ ﷺ کے دوساتھیو! ہم اپنے نبی اپنے صدیقؓ و فاروقؓ کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے ہیں۔ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف آپ کا وسیلہ پکڑتے ہیں۔"

فقیہ حسن بن عمار الشرنبلالیؒ فرماتے ہیں:

زائر شیخینؓ پر سلام عرض کرنے کے بعد یہ کہے: کنا نتوسل بکما الی رسول الله ﷺ یشفع لنا ویسأ الله ربنا ان یتقبل سعینا و یحیینا علی ملته و یمیتنا علیها ویحشرنا فی زمرته (مراقی الفلاح ص ۴۹ے)

"ہم آپ کا رسول ﷺ کی طرف وسیلہ لیتے ہیں۔کہ رسول ﷺ ہمارے لئے شفاعت فرمائیں۔اور ہمارے رب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری سعی کو قبول فرمائے اور ہمیں آپ ﷺ کی ملت پر زندہ رکھے۔اور اسی پر موت عطا فرمائے۔اور آپ کی جماعت میں ہمارا حشر فرمائے۔"

علامہ سمہودیؒ فرماتے ہیں:

بل یجوز التوسل بسائر الصالحین کما قاله السبکی (الوفاء ص ۱۹۶ ۱ /۴)

تمام نیک لوگوں کا توسل جائز ہے۔ جیسا کہ علامہ تقی الدین السبکی تحریر فرماتے ہیں۔

اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم علامہ تقی الدین السبکیؒ نے یہ بات اپنی شہرہ آفاق کتاب "شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام" میں لکھی ہے۔ علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

ان التوسل بجاہ غیر النبی ﷺ لا باس بہ ایضاً ان کان المتوسل بجاھہ لماعلم ان لہ جاھا عند اللہ تعالیٰ کا لمقطوع بصلاحہ و ولایتہ. (روح المعانی ص ۱۲۸ / ۶)

"نبی اقدس ﷺ کے علاوہ دوسروں کی ذوات سے توسل لینا بھی جائز ہے۔ جبکہ متوسل کے علم میں ہو کہ اللہ کے ہاں اس کا مقام و مرتبہ ہے جیسے وہ شخصیت جس کی ولایت و اصلاح یقینی طور پر معلوم ہو۔"

علامہ سبکی لکھتے ہیں:

واستسقی حمزۃ بن القاسم الھاشمی ببغداد فقال اللھم انا من ولد ذالک الرجل الذی استسقی بشیبۃ عمر بن الخطاب فسقوا فمازال یتوسل بھذا الوسیلۃ حتی سقوا (شفاء السقام ص ۱۸۲)

"اور حمزہ بن قاسم الھاشمی نے بغداد میں بارش طلب کی اور یہ دعا کی اے اللہ میں اس شخص کی اولاد میں سے ہوں جس کے بڑھاپے کے توسل سے عمر بن خطابؓ نے بارش مانگی تھی اور ان کو بارش عطا کی گئی تھی۔ پس وہ انہی کلمات کے ساتھ توسل لیتے رہے حتیٰ کہ ان کو بھی بارش دی گئی۔"

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ:

فتاویٰ عزیزیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ اے خداوند تعالیٰ اس بندہ کی برکت سے کہ تو نے رحمت اس پر فرمائی ہے۔ اور اس کو بزرگی مرحمت فرمائی ہے میری حاجت پوری فرما۔ (فتاویٰ عزیزیہ)

حضرت شاہ اسحاقؒ:

دعا بایں طور کہ الٰہی بحرمت نبی و ولی حاجت مرا روا کن، جائز است (مائۃ مسائل)

"دعا اس طور کہ اے اللہ بحرمت نبی یا ولی میری حاجت پوری فرما جائز ہے۔"

توسل کی ساتویں قسم پر دلائل:

بعد از وفات نبی اقدس ﷺ کی ذات مبارکہ سے دعا کی درخواست کرنا۔

دلیل نمبر ا: عن مالک الدار قال و کان خازن عمر علی الطعام قال واصاب الناس قحط فی زمن عمر فجاء رجل الی قبر النبی ﷺ فقال یارسول الله استسق لا متک فانهم قد هلکوا فاتی الرجل فی المنام فقیل له ایت عمر فاقره السلام واخبره انکم مستسقون وقل له و علیک الکیس علیک الکیس فاتی عمر فاخبره فبکی عمر ثم قال یارب لا آلو الاعجزت عنه. (ابن ابی شیبه ص ۳۸۲ ج ۷)

''مالک الدار جو کہ حضرت عمرؓ کے مطبخ کے ناظم تھے وہ فرماتے کہ عمرؓ کے زمانہ میں قحط آ گیا تو ایک آدمی نبی اقدس ﷺ کی قبر مبارک پر حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اپنی امت کیلئے بارش کی دعا فرمائیں وہ ہلاک ہو رہی ہے تو نبی اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا عمرؓ کے پاس جاؤ اور ان کو میرا اسلام کہو اور خوشخبری دو کہ بارش ہوگی اور یہ بھی کہنا کہ دانائی پر قائم رہے دانائی پر قائم رہے وہ آدمی عمرؓ کے پاس آیا اور آپکو خبر دی تو فاروق اعظمؓ رو پڑے اور عرض کیا اے میرے رب میں نے تو کوتاہی نہیں کی الا یہ کہ جس کام سے میں عاجز آ گیا۔''

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

روی ابن ابی شیبه باسناد صحیح. (فتح الباری ص ۶۳۹ ج ۲)

اس کو ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

علامہ ابن حجر المکی الہیتمی لکھتے ہیں:

ولقد صح فی حدیث طویل ان الناس اصابهم قحط فی زمن عمر فجاء رجل الی قبر النبی ﷺ فقال یا رسول الله استسق لا متک فاتاه فی النوم واخبره انهم یسقون فکان کذالک.

(حاشیه ابن حجر علی شرح الایضاح ص ۴۹۰)

''اور ایک طویل حدیث میں صحیح طور پر ثابت ہے کہ لوگوں کو حضرت عمرؓ کے زمانے میں قحط نے مبتلا کیا تو ایک آدمی نبی اقدس ﷺ کی قبر مبارک پر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ اپنی امت کے لئے

بارش کی دعا فرمائیں۔ پس آپ ﷺ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ بارش ہوگی۔ پس اسی طرح ہوا۔"

علامہ سمہودی لکھتے ہیں:

وقد يكون التوسل به ﷺ بعد الوفاة بمعنى طلب ان يدعو كما كان في حياته وذلك فيما رواه البيهقي من طريق الاعمش عن ابى صالح عن مالك الدار ورواه ابن ابى شيبة بسند صحيح عن مالك الدار۔ (وفاء الوفاء ص ۱۹۵ ج ۳)

"اور کبھی آپ ﷺ کا توسل آپ کی وفات کے بعد اس طرح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کی جائے جیسا کہ (دنیوی) حیات مبارکہ میں کی جاتی تھی۔ اور یہ اس حدیث میں مذکور ہے جس کو بیہقی نے اعمش عن ابی صالح عن مالک الدار کی سند سے روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے مالک الدار سے سند صحیح سے نقل کیا ہے۔"

اس واقعہ کو علامہ ابن اثیر نے بھی نقل کیا ہے لکھتے ہیں:

فقال اهل بيت من مزينة لصاحبهم وهو بلال بن الحارث قد هلكنا فاذبح لنا شاة قال ليس فيهن شئ فلم يزالوا به حتى ذبح فسلخ عن عظم احمر فنادى يا محمداه فارى في المنام ان رسول الله ﷺ اتاه فقال ابشر بالحياة ائت عمر فاقرئه منى السلام وقل له انى عهدتك وانت وفى فى العهد شديد العقد فالكيس الكيس يا عمر فجاء حتى اتى على باب عمر فقال لغلامه استأذن لرسول رسول الله ﷺ فاتى عمر فاخبره ففزع وقال رايت به مسا ؟ قال لا فادخله واخبره الخبر فخرج فنادى فى الناس وصعد المنبر فقال انشدكم الله الذى هداكم هل رايتم منى شيا تكرهون ؟ قالوا اللهم لا ولم ذالك ؟ فاخبرهم ففطنوا و لم يفطن عمر فقالوا انما استبطاك فى الاستسقاء فاستسق بنا فنادى فى الناس وخرج معه العباس ما شيا فخطب واوجز وصلى ثم جثا لركبتيه وقال اللهم عجزت عنا انصارنا وعجز عنا حولنا وقوتنا وعجزت عنا انفسنا ولا حول ولا قوة الا بك اللهم فاسقنا واحى العباد والبلاد . واخذ بيد العباس بن عبد المطلب عم رسول الله ﷺ وان دموع العباس لتحادر على لحيته فقال اللهم انا نتقرب اليك بعم نبيك ﷺ وبقية آبائه وكبر رجاله فانك تقول وقولك الحق (واما الجدار فكان لغلامين يتيمين فى المدينة) فحفظتهما بصلاح آبائهما فاحفظ اللهم نبيك

ﷺ في عمه فقدمه وانا به اليك مستشفعين مستغفرين ثم اقبل على الناس فقال استغفروا ربكم انه كان غفارا وكان العباس قد طال عمره وعيناه تذرفان ولحيته تجول على صدره وهو يقول اللهم انت الراعي فلا تهمل الضالة ولا تدع الكسير بدار مضيعة فقد صرخ الصغير ورق الكبير وارتفعت الشكوى وانت تعلم السر واخفى اللهم فاغثهم بغياثك قبل ان يقنطوا فيهلكوا فانه لاييأس الا القوم الكافرون فنشأت طريرة من سحاب فقال الناس ترون ترون ثم تلاءمت ومشت فيها ريح ثم هدأت ودرت فوالله ما تروحوا حتى اعتنقوا الجدار وقلصوا المآزر فطفق الناس بالعباس يمسحون اركانه ويقولون .هنيالك ساقى الحرمين فقال الفضل بن العباس بن عتبه بن ابى لهب بعمي سقى الله الحجاز واهله عشية يستسقى بشيبته عمر توجه بالعباس في الجدب راغبا اليه فما ان رام حتى اتى المطر ومنا رسول الله فينا تراثه فهل فوق هذا للمفاخر مفخر (الكامل في التاريخ ۲/۵۵۶)

''پس کہا قبیلہ مزینہ کے ایک گھروالوں نے اپنے صاحب خانہ سے اور وہ بلال بن حارث ہیں کہ ہم ہلاک ہورہے ہیں آپ ہمارے لئے بکری ذبح کردیں۔انہوں نے فرمایا اس میں کچھ نہیں ہے۔جب گھروالوں نے مسلسل اصرار کیا تو انہوں نے بکری کو ذبح کیا تو سرخ ہڈیوں کے علاوہ کچھ نہ نکلا۔پس وہ پکار اٹھے یا محمداہ پس خواب میں نبی اقدس ﷺ تشریف لائے۔اور فرمایا بارش کی خوشخبری لو اور عمر کے پاس جاؤ۔اسے میرا اسلام کہو۔اور کہو میں نے تجھ سے جو عہد لیا تھا تو نے وہ پورا کیا ہے پس دانائی پر قائم رہ دانائی پر قائم رہ اے عمر۔پس بلال بن حارث عمر کے دروازہ پر آئے اور غلام کو کہا اللہ کے رسول کے قاصد کے لئے اجازت طلب کرو۔پس وہ غلام عمر کے پاس آیا اور ان کو اس کی خبر دی عمر رو پڑے اور فرمایا تو نے اسے مجنون تو نہیں پایا۔اس نے کہا نہیں۔پس عمر نے اس کو اپنے پاس بلالیا۔تو انہوں نے خبر پہنچادی پس عمر باہر تشریف لائے اور لوگوں کو پکارا اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے مجھ میں کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جسے تم ناپسند کرو لوگوں نے کہا اللہ کی قسم نہیں اور ایسے کیسے ہوسکتا ہے۔پس عمرؓ نے اس واقعہ کی ان کو خبر دی پس لوگ سمجھ گئے۔مگر اصل بات تک نہ پہنچ سکے۔تو انہوں نے کہا آپ نے استسقاء میں تاخیر کی ہے۔پس آپ ہمیں استسقاء پڑھایئے۔پس عمرؓ نے لوگوں میں اعلان کیا اور

آپؐ کے ساتھ حضرت عباسؓ بھی پیدل نکلے۔ پس آپ نے مختصر خطبہ ارشاد فرمایا اور نماز پڑھائی پھر آپ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا۔ اے اللہ ہمارے مددگار ہم سے عاجز آگئے۔ اور ہماری تدبیر و قوت ہم سے عاجز آگئی اور ہمارے نفس بھی ہم سے عاجز آگئے اور برائی سے بچنے کی قوت اور نیکی کرنے کی قوت تیری ہی طرف سے ہے۔ اے اللہ ہم کو بارش عطا فرما اور اپنے بندوں اور شہروں کو زندہ فرما۔ اور آپ نے نبی اقدس ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب کا ہاتھ پکڑا اور عباس کے آنسو انکی داڑھی مبارک پر بہہ رہے تھے۔ اور فرمایا اے اللہ ہم تیرے نبی کے چچا کا وسیلہ لیتے ہیں۔ اور آپ کے رہے ہوئے آباء و اجداد کا اور ان کے بوڑھے لوگوں کا اس لئے کہ آپ نے فرمایا ہے اور آپ کا فرمانا حق ہے۔ اور دیوار شہر میں دو یتیموں کی تھی۔ پس آپ نے ان یتیموں کی دیوار کی حفاظت ان کے آباء کی نیکی کی وجہ سے فرمائی۔ اے اللہ اپنے نبی کی انکے چچا میں حفاظت فرما۔ ہم ان کو ساتھ لیکر وسیلہ پکڑتے ہوئے استغفار کرتے ہوئے حاضر ہوئے ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا اپنے رب سے استغفار کرو اس لئے کہ وہ بخشنے والا ہے۔ حضرت عباسؓ کی عمر بڑی تھی۔ آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں اور آپ کی داڑھی آپ کے سینہ مبارک پر جھول رہی تھی اور آپ فرما رہے تھے اے اللہ آپ پانی پلانے والے ہیں۔ پس بچے چیخ رہے ہیں۔ اور بڑے رقت آمیز ہیں اور شکوئی بلند ہو رہا ہے۔ اور آپ رازوں اور مخفی باتوں کو جانتے ہیں۔ اے اللہ ان کو اپنے غنا سے اس سے پہلے کہ وہ آپ کی رحمت سے مایوس ہوں اور ہلاک ہوں غنی فرما۔ اس لئے کہ کافر لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔ پس بادل کا ایک ٹکڑا آگیا۔ لوگ ایک دوسرے کو کہہ رہے تھے کہ کیا تو دیکھ رہا ہے کیا تو دیکھ رہا ہے۔ پھر وہ آپس میں ملا اور ہوا چلی پھر وہ خوب برسا۔ پس اللہ کی قسم لوگ واپس جا رہے تھے تو کوئی دیوار کی اوٹ تلاش کر رہا تھا اور کوئی برآمدوں میں پناہ گزین تھا اور لوگ عباسؓ کے اعضاء کو چھو رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے حرمین کے ساقی تجھے مبارک ہو پس فضل بن عباس بن عتبہ بن ابی لہب نے یہ اشعار کہے:

بحمى سقى الله الحجاز واهله
عشية يستسقى بشيبه عمر
توجه بالعباس في الجدب راغبا
اليه فما ان رام حتى اتى المطر
ومنا رسول الله فينا تراثه
فهل فوق هذا للمفاخر مفتخر

علامہ حافظ ابن کثیر نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے اور فرمایا ہے:

اسناده صحيح. (البدایہ والنھایہ ص ۹۸ ج ۴)

ابن جریر طبریؒ لکھتے ہیں:

فان بلال بن الحارث يزعم ذيۃ ذيۃ فقالو اصدق بلال (تاریخ طبری)

''حضرت فاروق اعظمؓ نے لوگوں کو اکٹھا کر کے فرمایا کہ بلال بن حارث یوں یوں کہتا ہے لوگوں نے کہا بلال نے سچ کہا۔''

علامہ تقی الدین السبکیؒ نے بھی اس سے استدلال کیا ہے۔ (شفاء السقام ص ۱۸۵)

اعتراض:

قبر پر جانے والا مجہول آدمی ہے۔ اس کے فعل سے بعد از وفات توسل کا جواز کیسے ثابت ہوگا۔

جواب:

یہ مجہول ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔ اس لئے کہ اکابر علماء نے اس کے فعل سے استدلال کیا ہے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ کا انکار نہ فرمانا اسکے مشروع ہونے کی دلیل ہے اور فاروق اعظمؓ خلفائے راشدین میں سے ہیں۔ نیز فاروق اعظمؓ نے دوسرے صحابہ کو بھی اس واقعہ کی اطلاع دی معلوم ہوا اس کے جواز پر سب کا اتفاق تھا۔ نیز جانے والے مجہول نہیں ہیں۔ وہ بلال بن الحارث المزنی ہیں۔

(۱) ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

وقد روی سیف فی الفتوح ان الذی رأی المنام المذکور هو بلال بن الحارث المزنی احد الصحابۃ .(فتح الباری ص ۴۳۹ ج ۲)

"سیف نے فتوح میں نقل کیا ہے کہ خواب مذکور دیکھنے والے بلال بن الحارث المزنی ہیں جو کہ صحابی رسول ﷺ ہیں۔" (۲) علامہ ابن اثیر کے حوالہ سے بھی یہی معلوم ہوا جو کہ گزر چکا ہے۔

(۳) طبریؒ فرماتے ہیں:

اقبل بلال بن الحارث المزنی فاستاذن (طبری ص ۲۲۳ ج ۴)

(۴) حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

حتی اقبل بلال بن الحارث المزنی فاستاذن علی عمر.(البدایہ والنہایہ ص ۹۷ ج ۴)

حتی کہ بلال بن الحارث المزنی تشریف لائے اور عمرؓ سے اجازت طلب کی۔

(۵) علامہ سمہودیؒ لکھتے ہیں:

روی سیف فی الفتوح ان الذی رای المنام المذکور بلال بن الحارث المزنی احد الصحابۃ رضی اللہ عنہم (وفاء الوفاء ص ۱۹۵ ج ۳)

"سیف نے فتوح میں نقل فرمایا ہے کہ مذکورہ خواب دیکھنے والے بلال بن الحارث المزنی ہیں جو کہ صحابی رسول ﷺ ہیں۔"

ن واقعہ سے معلوم ہوا کہ بعد از وفات بھی نبی اقدس ﷺ سے دعا کروانا جائز ہے۔

علامہ ابن حجر المکیؒ لکھتے ہیں:

وقد یکون معنی التوسل بہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلب الدعاء منہ اذھو حی یعلم سوال من سالہ . (حاشیہ علی الایضاح ص ۴۹۰)

"اور کبھی آپ ﷺ سے توسل اس طرح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کی جائے ۔اس لئے کہ آپ ﷺ حیات ہیں۔ اور جو آپ ﷺ سے سوال کرتا ہے اس کے سوال کا آپ ﷺ کو علم ہوتا ہے۔"

علامہ تقی الدین سبکیؒ فرماتے ہیں:

ومحل الاستشھاد من ھذا طلبہ الاستسقاء من النبی ﷺ بعد موتہ فی مدۃ البرزخ. ولا مانع

من ذالک فان دعاء النبی ﷺ لربہ تعالی فی ھذہ الحالۃ غیر ممتنع .وقد وردت الاخبار علی ما ذکرنا. ونذکر طرفا منہ .وعلمہ ﷺ بسوال من یسالہ ورد ایضا. ومع ھذا الامرین فلا مانع من ان یسال اللہ ﷺ الاستسقاء کما کان یسال فی الدنیا.(شفاء السقام ص ۱۸۵)

''اس اثر سے محل استشہاد یہ ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے بارش کے لئے دعا کی درخواست کی ۔آپ کی وفات کے بعد برزخی زندگی میں ۔اور اس سے کوئی مانع بھی نہیں ہے۔اس لئے کہ آپ ﷺ کا اس حالت میں حق تعالی سے دعا کرنا ممنوع نہیں ہے۔اور جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔اخبار اس پر وارد ہیں۔اور آپ ﷺ کا سائل کے سوال پر عمل کرنا بھی ثابت ہے۔ان دونوں امور کے ثبوت کے بعد آپ ﷺ سے سوال کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔جیسا کہ آپ ﷺ سے دنیا میں سوال کیا جاتا تھا۔''

علامہ سمہودیؒ لکھتے ہیں:

ومحل الاستشہاد الاستسقاء منہ ﷺ وھو فی البرزخ ودعاءہ لربہ فی ھذہ الحالۃ غیر ممتنع وعلمہ من یسالہ قد ورد فلا مانع من سوال الاستسقاء وغیرہ منہ کما کان فی الدنیا.(وفاء الوفاء ۱۹۵ / ۳)

''اور محل استشہاد جبکہ آپ ﷺ برزخ میں ہیں آپ ﷺ سے استسقاء کا طلب کرنا ہے اور آپ ﷺ کا اس حالت میں حق تعالی سے دعا کرنا ممنوع نہیں ہے۔اور جو آپ ﷺ سے سوال کرتا ہے۔اس کا آپ ﷺ کو علم ہونا وارد ہو چکا ہے۔پس جیسے دنیا میں آپ ﷺ سے استسقاء وغیرہ کا سوال کرنا منع نہیں تھا۔حالت برزخ میں بھی منع نہیں ہوگا۔''

عن علی بن ابی طالبؓ قال قدم علینا اعرابی بعد ما دفنا رسول اللہ ﷺ بثلاثۃ ایام فرمی بنفسہ الی قبر النبی ﷺ وحثی علی راسہ من ترابہ وقال یا رسول اللہ قلت وسمعنا قولک ووعینا عن اللہ عزوجل فما وعینا عنک وکان فیما انزل اللہ عزوجل علیک ولوا نھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما (النساء :۶۴) وقد ظلمت نفسی وجئتک تستغفرلی فنودی من القبر انہ قد غفر لک (تحریرات حدیث)

''حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں ہم جب نبی اقدس ﷺ کو دفن

کر کے فارغ ہوئے۔ تو تیسرے دن ایک آدمی آیا۔ اور وہ قبر مبارک پر گر پڑا اور روضہ پاک کی مٹی اس نے اپنے سر میں ڈالی۔ اور عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ نے جو ہم سے فرمایا ہم نے آپ کی بات کو سنا اور اللہ کے احکام کو بھی ہم نے محفوظ کرلیا۔ جو ہم نے آپ سے محفوظ کیا حق تعالی نے جو آپ کی طرف اتارا ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ اگر لوگ اپنے نفوس پر ظلم کرنے کے بعد آپ کے پاس آجائیں اور اللہ سے استغفار طلب کریں اور اللہ کا رسول بھی ان کے لئے استغفار کرے تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا بخشنے والا پائیں گے (النساء ۶۴) میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔ اور میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لئے استغفار کریں پس قبر مبارک سے آواز آئی تیری مغفرت کردی گئی ہے۔''

اعتراض:

اس میں راوی ہے ہیثم بن عدی الطائی ہے اور وہ کذاب راوی ہے۔

جواب:

ابن عبدالهادی حنبلی باوجود متشددانہ طبیعت کے لکھتے ہیں۔ لعلہ هیثم کہ اس کی سند میں ہیثم ہے آگے فرماتے ہیں:

اظنه ابن عدی الطائی ان کان هو کذاب وان کان غیره فمجهول (الصارم المنکی ص۳۲۱)

میرا گمان یہ کہ ہے ابن عدی الطائی ہے۔ اگر یہ ابن عدی ہے تو کذاب ہے۔ اور اگر اس کے علاوہ ہے تو مجہول ہے۔

اس عبارت کا حاصل دو باتیں نکلتی ہیں:

(ا) یہ ابن عدی ہے۔ یہ ابن عبدالهادی کا بھی گمان ہے ان کو بھی یقین نہیں ہے۔ اگر بالفرض یہ ابن عدی الطائی ہی ہو تب اس پر جروحات تو واقعی ہیں۔ مگر وہ سب جروحات مبہم ہیں اور مبہم جروحات کے بارے میں ہم تفصیل سے حوالہ جات ذکر کرآئے ہیں کہ عند الجمہور مقبول نہیں ہیں۔ نیز ذہبی نے جو خود فیصلہ فرمایا ہے شاید اس کی طرف ابن عبدالهادی کی نظر نہیں گئی۔ ذہبی فرماتے

ہیں طلبت کان اخبار یا علامۃ. (میزان ۲۹۷/۳)

میں کہتا ہوں اخباری تھا۔ علامہ تھا۔ حدیث ہیثم کا فن ہی نہیں محدثین عموماً مورخین کو کذاب وغیرہ کہتے رہتے ہیں۔ اس لئے کہ تاریخ میں حدیث کی نسبت نرم گوشہ رکھنا پڑتا ہے۔ اس لئے محدثین ان کو غیر محتاط سمجھتے ہیں۔ اور تھوڑی بہت غلطی پر کذاب وغیرہ کی جرح کر دیتے ہیں۔ جن حضرات کی بھی ابن عبد الهادی نے جروحات ذکر کی ہیں ابن معین، عجلی، ابو حاتم، نسائی، ازدی، بخاری یہ سب جرح میں متشددین میں سے ہیں پھر یہ جروحات مبہم ہیں۔ پھر یہ حدیث کے متعلق ہیں۔ اور ہیثم مورخ تھا۔ اور تاریخ میں اس کا مقام بلند تھا۔ علی بن مدینی جیسا امام جو حدیث وعلل حدیث میں معرفت کے پہاڑ تھے۔ بخاری فرماتے ہیں جتنا میں نے اپنے آپ کو علی بن مدینی کے سامنے چھوٹا پایا۔ کسی استاذ کے سامنے نہیں پایا امام ابو داؤد فرماتے ہیں علی بن مدینی خدمت حدیث کے لئے ہی پیدا کئے گئے۔ ذہبی فرماتے ہیں حافظ زمانہ محدثین کے پیشوا۔ (تذکرۃ الحفاظ ۴۲۱/۱)

علی بن مدینی فرماتے ہیں ھو اوثق من الواقدی. (میزان ص ۲۹۷ ج ۴)

یہ واقدی سے زیادہ ثقہ ہے واقدی کے اقوال سیر اور مغازی میں حجت ہیں: حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

وروی الطحاوی عن الواقدی انها کانت سبحا تجری ثم الحال فی ذلک وقد خالفه البلاذری فی تاریخه فروی عن ابراهیم بن تمیم بن ثعلبة عن الواقدی قال تکون بئر بضاعة سبحا فی سبح رعونها کثیرة فهی لا تنزح. (تلخیص الحبیر ص ۱۳)

اس عبارت سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ امام طحاوی اور ابن حجر جیسے دو جلیل القدر امام حدیث تاریخ میں واقدی پر اعتماد کر رہے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے تلخیص الحبیر میں متعدد جگہ لکھا ہے کہ:

اتفقوا ان قول الواقدی حجة فی السیر والمغازی کلها.

محدثین کا اتفاق ہے کہ واقدی کا قول سیر اور مغازی میں حجت ہے۔

مولانا مناظر احسن گیلانیؒ لکھتے ہیں:

لیکن تاریخی روایات میں بھی اگر لوگ واقدی بیچارے پر اعتماد نہ کریں گے تو پھر تاریخ کا کتنا حصہ

قابل اعتماد باقی رہ جاتا ہے۔(امام ابوحنیفہؒ کی سیاسی زندگی: ص۲۲۳)

جب واقدی حجت ہے سیر و مغازی میں تو ہیثم بطریق اولیٰ حجت ہوگا۔ دوسری بات ابن عبد الهادی نے یہ فرمائی ہے کہ اگر یہ ابن عدی کے علاوہ ہے تو مجہول ہے۔ جہالت کی دو قسمیں ہیں جہالت عینی، جہالت وصفی۔ یہاں کون سی جہالت مراد ہے۔ ابوحاتم کے نزدیک مجہول کہنے سے جہالت وصفی مراد ہوتی ہے۔ جیسا کہ علامہ سخاویؒ نے فتح المغیث میں اس کی تصریح کی ہے۔ اور دوسرے محدثین کی مراد جہالت سے جہالت وصفی ہوتی ہے۔ جیسا کہ علامہ سبکی نے نقل کیا ہے۔ جہالت عینی تو جرح ہی نہیں ہے جیسا کہ حوالہ جات سابق میں گزر چکے ہیں۔ جہالت وصفی بھی خیر القرون کی عند الاحناف جرح نہیں ہے۔ نیز اس روایت کو علماء نے قبول کیا ہے اور اس کی تائید معنوی علامہ عتبیؒ کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔

روایت عتبیؒ:

(۱) علامہ عتبیؒ فرماتے ہیں:

دخلت المدينة فاتيت قبر النبی ﷺ فزرته وجلست بحذائه فجاء اعرابی فزاره ثم قال یا خير الرسول ان الله انزل عليک كتابا صادقا قال فيه ولو انهم اذ ظلموا انفسهم الی قوله رحيما .وانی جئتک مستغفرا ربک من ذنوبی مستشفعا بک وفی رواية وقد جئتک مستغفرا من ذنوبی مستشفعا الی ربی ثم بكی وانشأ يقول يا خير من دفنت بالقاع اعظمه فطاب من طيبهن القاع والاكم نفسی الفداء لقبر انت ساكنه فيه العفاف وفيه الجود والكرم ثم استغفر وانصرف قال فرقدت فرأيت النبی ﷺ فی نومی وهو يقول الحق الرجل وبشر بان الله تعالی غفر له بشفاعتی فاستيقظت فخرجت عليه فلم اجده(وفاء ص ۱۸۵ ج۴)

”میں مدینہ طیبہ میں داخل ہوا اور میں نبی اقدس ﷺ کی قبر پر حاضر ہوا میں نے اس کی زیارت کی اور اس کے قریب بیٹھ گیا۔ تو ایک اعرابی آیا اور اس نے بھی قبر مبارک کی زیارت کی اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اللہ نے آپ پر سچی کتاب نازل فرمائی ہے اور اس میں فرمایا" ولو انهم اذ ظلموا انفسهم" سے "رحیما" تک آیت پڑھی۔ اور عرض کیا کہ آپ کی خدمت میں آپ کے

رب سے اپنے معاصی کی معافی مانگنے آیا ہوں۔ آپ کا دسیلہ لیتے ہوئے۔ اور میں آپ کے پاس اپنے گناہوں کی اپنے رب سے معافی مانگنے آیا ہوں آپ کے وسیلہ سے۔ پھر وہ رویا اور اس نے یہ اشعار پڑھے: اے وہ ذات جس کی ہڈیاں ٹیلے میں مدفون ہیں جس کی پاکیزگی سے یہ ٹیلے اور صحرا بھی پاکیزہ ہو گئے میرا نفس اس قبر پر فدا ہو جس میں آپ رہائش پذیر ہیں اس لئے کہ اس میں عفت سخاوت اور کرم ہے پھر اس نے استغفار کیا اور چلا گیا علامہ عتبیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے نیند آ گئی تو خواب میں نبی اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اعرابی کے پاس جا اور اسے خوشخبری دے دو کہ اللہ نے میری شفاعت کی بدولت اس کی بخشش فرمادی۔ فرماتے ہیں میں بیدار ہوا اور اس کی تلاش میں نکلا مگر وہ نہ ملا۔"

(۲) علامہ سمہودیؒ:

وحكاية الاعرابی فی ذالک نقلها جماعة من الائمة عن العتبی واسمه محمد بن عبيد الله بن عمر و ادرک ابن عيينة وروی عنه وهی مشهورة حكاها المصنفون فی المناسک من جميع المذاهب واستحسنوها ورأوها من آدب الزائر وذكرها ابن عساكر فی تاريخه وابن الجوزی فی مثير الغرام الساكن وغيرهما باسنادهم الی محمد بن حرب الهلالی. (وفاء ۱۸۵ ج ۴)

"اور اس بارے میں اعرابی کی حکایت کو ائمہ کی ایک جماعت نے عتبی سے نقل کیا ہے۔ عتبیؒ کا نام محمد بن عبید اللہ بن عمرو ہے۔ انہوں نے ابن عیینہ کو پایا ہے اور ان سے روایت بھی لی ہے۔ اور یہ حکایت مشہور ہے۔ تمام مذاہب کے مصنفین نے اپنی مناسک کی کتب میں اس کو نقل کیا ہے۔ اس کو اچھا سمجھا ہے۔ اور زائر کے آداب میں سے اسے شمار کیا ہے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں۔ ابن جوزی نے مثیر الغرام الساکن میں اپنی اپنی اسناد کے ساتھ اس کو نقل کیا ہے۔"

(۳) علامہ سبکیؒ بھی لکھتے ہیں:

وحكاية العتبی مشهورة وقد حكاها المصنفون فی المناسک من جميع المذاهب. (شفاء السقام ص ۸۷)

اور عتبی کی حکایت مشہور ہے اور تمام مذاہب کے مصنفین نے اس کو مناسک میں نقل کیا ہے۔

(۴) ابن عبدالھادی حنبلی کا اقرار:

خود ابن عبدالھادی حنبلی کو بھی یہ تسلیم ہے لکھتے ہیں:

فانها حكاية ذكرها بعض الفقهاء والمحدثين. (الصارم ص ۳۲۱)

یہ ایسی حکایت ہے جسے بعض فقہاء اور محدثین نے نقل کیا ہے۔

(۵) سلطان المحدثین ملا علی قاری لکھتے ہیں:

كما قال الاعرابي مقبول. (المسلك المتقسط في المنسك المتوسط ص ۱۲۵)

اسی طرح کے جس طرح اعرابی نے قول مقبول کہا اور پھر آپ نے اعرابی کے اشعار کو بھی ذکر کیا۔

(۶) علامہ نووی لکھتے ہیں:

ثم يرجع الى موقفه الاول قبال وجه رسول الله ﷺ ويتوسل به في حق نفسه ويستشفع به الى ربه سبحانه وتعالى ومن احسن ما يقول ما حكاه اصحابنا عن العتبى مستحسنين له قال كنت جالسا عند قبر النبي ﷺ فجاء اعرابي فقال السلام عليك يا رسول الله سمعت الله يقول (ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما) وقد جئتك مستغفرا من ذنبي مستشفعا بك الى ربي ثم انشأ يقول يا خير من دفنت بالقاع اعظمه فطاب من طيبهن القاع والاكم نفسي الفداء لقبر انت ساكنه فيه العفاف وفيه الجود والكرم انت الشفيع الذي ترجى شفاعته على الصراط اذا ما زلت القدم وصاحباك فلا انساهما ابدا مني السلام عليكم ما جرى القلم قال ثم انصرف فغلبتني عيناى فرأيت رسول الله في النوم فقال يا عتبى الحق الاعرابي وبشره بان الله تعالى قد غفر له (الايضاح ص ۴۵۴)

"اور پھر پہلی جگہ پر لوٹ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کے سامنے۔ اور اپنی ذات کے بارے میں آپ ﷺ کا وسیلہ لے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف آپ کی ذات کی شفاعت لے جائے۔ اور کہنے کے اعتبار سے وہ سب سے بہتر ہے جسے ہمارے حضرات نے علامہ عتبیؒ سے نقل کیا ہے اور اس کی تحسین کی ہے علامہ عتبیؒ فرماتے ہیں میں نبی اقدس ﷺ کی قبر مبارک کے

قریب بیٹھا تھا تو ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما اور میں آپ کی خدمت میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہوئے اپنے رب کی بارگاہ میں آپ کی شفاعت کے لئے حاضر ہوا ہوں پھر اس نے کہا۔"

يا خير من دفنت بالقاع اعظمه

فطاب من طيبهن القاع والاكم

نفسي الفداء لقبر انت ساكنه

فيه العفاف وفيه الجود والكرم

انت الشفيع الذى ترجى شفاعته

على الصراط اذا ما زلت القدم

وصاحباك فلا انساهما ابدا

منى السلام عليكم ما جرى القلم

اس نے یہ اشعار کہے اور چلا گیا۔ میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے نیند میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عتبیؒ اعرابی کے پاس جا اور اس کو خوشخبری سنا کہ اللہ نے اس کی بخشش فرمادی ہے۔"

(۷) علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

وقد ذكر جماعة منهم الشيخ ابو منصور الصباغ فى كتابه الشامل الحكاية المشهورة عن العتبى قال كنت جالسا عند قبر النبى ﷺ فجاء اعرابى فقال السلام عليك يا رسول الله ﷺ سمعت الله يقول ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما وقد جئتك مستغفرا لذنبى مستشفعا بك الى ربى الخ. (تفسیر ابن کثیر ص ۵۲ ج ۱)

"شیخ ابو منصور اپنی کتاب میں عتبیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دیہاتی (اعرابی) نے آکر عرض کیا۔ السلام علیک یا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اللہ جل جلالہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاء وک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لو جدوا اللہ توابا رحیما (اور اگر وہ لوگ جس وقت انہوں نے اپنا برا کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کو بخشواتا تو البتہ اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان) اور البتہ تحقیق میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اس حال میں کہ آپ ﷺ کو اپنے رب کے ہاں شفیع بنا کر اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔"

اعرابی اور علامہ عتبیؒ کی حکایات کو علماء اور فقہاء ومحدثین نے بطور استدلال نقل کیا ہے علماء کا استدلال کرنا بھی دلیل صحت ہوتا ہے۔ اس پر حوالہ جات ہم نے اپنی کتاب "تسکین الاتقیاء" اور "تسکین الاولیاء" کے اندر تفصیل سے نقل کر دیے ہیں۔

محقق ابن ہمام، حافظ ابن حجر، ابن الجوزی، ابوالحسن بن القصار، علامہ ابن عبدالبر، علامہ سیوطی، امام ترمذی، امام بخاری، ابن قیم، شاہ ولی اللہ، علامہ سخاوی، علامہ کوثری، ابن ابی القران حیرہ (۱۳) محققین ومحدثین کے حوالہ سے نقل کر آئے ہیں کہ مجتہد محدث محقق کا کسی حدیث سے استدلال کرنا دلیل صحت ہے یہاں جتنے حضرات اس سے استدلال فرما رہے ہیں تو ان کے حوالہ جات آپکی آنکھوں کو ٹھنڈا کر چکے ہیں۔ نیز علماء نے آیت مبارکہ سے عموم پر استدلال کیا ہے کہ یہ حکم دونوں حالتوں میں باقی ہے۔

(۱) علامہ سمہودیؒ لکھتے ہیں:

والعلماء فھموا من الآیۃ العموم لحالتی الموت والحیاۃ واستحبوا لمن اتی القبر ان یتلوھا ویستغفر اللہ تعالی. (وفاء ص ۱۸۵ ج ۴)

"علماء نے آیت سے موت وحیات دونوں حالتوں کا عموم سمجھا ہے اور اس کو مستحب کہا کہ قبر پر آنے والا اس آیت کی تلاوت کرے اور اللہ تعالی سے استغفار طلب کرے۔"

(۲) علامہ تقی الدین السبکیؒ فرماتے ہیں:

دلت الآیۃ علی الحث علی المجیء الی الرسول ﷺ والاستغفار عندہ واستغفارہ لھم

وذلک ان کان ورد فی حال الحیاۃ فھی رتبۃ له ﷺ لا تنقطع بموته تعظیما له (شفاء السقام ص ۸۶)

"رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنے کی ترغیب اور آپ ﷺ کے پاس استغفار پر اور آپ ﷺ کا استغفار کرنا۔ان امور پر آیت دلالت کر رہی ہے اگرچہ یہ آپ کی حالت حیات میں وارد ہوئی ہے لیکن آپ کا یہ مرتبہ آپ کی تعظیم کی خاطر آپ کی موت کے بعد ختم نہیں ہوا۔"

(۳)دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

ولذالک فھم العلماء من الآیۃ العموم فی الحالتین واستحبوا لمن اتی الی قبرہ ﷺ ان یتلو ا ھذہ الآیۃ ویستغفر اللہ تعالی۔(ایضا ص ۸۷)

"اسی لئے علماء نے اس آیت سے دونوں حالتوں کا عموم سمجھا ہے اور آپ ﷺ کی قبر پر آنے والے کیلئے اس آیت کی تلاوت اور اللہ تعالی سے استغفار کو مستحب قرار دیا ہے۔"

(۴)علامہ سمہودیؒ لکھتے ہیں:

وقال عیاض فی الشفاء بسند جید عن ابن حمید احدالرواۃ عن مالک فیما یظھر قال ناظر ابو جعفر امیر المؤمنین مالکا فی مسجد رسول اللہ ﷺ فقال مالک یا امیر المؤمنین لا ترفع صوتک فی ھذا المسجد فان اللہ تعالی ادب قوما لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ﷺ (الحجرات : ۲) الا یۃ ومدح قوما فقال ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ (الحجرات:۳)وذم قوما فقال ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الا یۃ وان حرمتہ میتا کحرمتہ حیا فا ستکان لھا ابو جعفر فقال یا ابا عبد اللہ واستقبل القبلۃ وادعوأم استقبل رسول اللہ ﷺ فقال لم تصرف وجھک عنه وھو وسیلتک و وسیلۃ ابیک آدمؑ الی اللہ یوم القیامۃ بل استقبله استشفع به فیشفعک اللہ تعالی قال اللہ تعالی ولوانھم اذ ظلموا انفسھم (النساء : ۶۴) (وفاء الوفاء ص ۱۹۶)

"اور قاضی عیاض الشفاء میں سند جید کے ساتھ ابن حمید جو کہ امام مالک کے رواۃ میں سے ہیں ان سے نقل فرماتے ہیں کہ امیر المومنین ابوجعفر نے امام مالک سے مسجد نبوی میں بحث کی تو امام مالک نے فرمایا اے امیر المومنین اس مسجد میں اپنی آواز بلند نہ کر اس لئے کہ اللہ تعالی نے ایک قوم کو ادب

سکھایا اور فرمایا: ''اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو'' (الحجرات ۲) اور ایک قوم کی مدح کی تو فرمایا ''بے شک وہ لوگ جو اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں (الحجرات:۳) اور ایک قوم کی مذمت کی تو فرمایا'' بے شک وہ لوگ جو آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں'' الایۃ اور بے شک آپ ﷺ کا احترام حالت وفات کے بعد بھی حالت حیات کی طرح ہے پس ابوجعفر نے اس کو پسند کیا اور عرض کیا اے ابوعبداللہ میں قبلہ کی طرف منہ کرکے دعا کروں یا نبی اقدس ﷺ کی طرف منہ کرکے تو فرمایا تو اپنا چہرہ آپ ﷺ سے کیوں پھیرتا ہے حالانکہ آپ ﷺ تیرا بھی وسیلہ ہیں اور تیرے والد آدم علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہیں قیامت کے دن۔ بلکہ تو آپ ﷺ کی طرف منہ کر اور آپ ﷺ سے شفاعت طلب کر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے تیری شفاعت کریں گے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم۔ (النساء ۶۴)''

(۵) شیخ رحمت اللہ السندھی المحدث لکھتے ہیں:

اجدران یقول اللھم الک قلت وانت اصدق القائلین ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاء وک فاستغفروا االله واستغفر لھم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما جئناک ظالمین لا نفسنا مستغفرین من ذنو بنا واسألہ ان یمن علینا بسائر طلبا تنا ویحشر نا فی زمرۃ عبادہ الصالحین.(المناسک للسندی ص ۵۱۲)

''اور بہتر یہ ہے کہ زیارت کرنے والا (بعد صلوۃ وسلام کے) یہ کہے اے اللہ آپ نے فرمایا ہے اور قائلین میں سے سب سے زیادہ سچے ہیں تو لو انھم اذ ظلموا انفسھم جاء وک فاستغفروا الله واستغفر لھم الرسول لو جدو االله توابا رحیما ہم آپ کی خدمت میں اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے حاضر ہوئے ہیں۔ پس آپ اللہ تعالیٰ سے سوال کیجئے کہ وہ ہماری تمام مرادوں کو پورا فرمادے اور اپنے نیک بندوں میں ہمارا حشر فرمادے۔''

(۶) شیخ حسن بن عمار الشرنبلالی لکھتے ہیں:

فیقف بمقدار اربعۃ اذرع بعیدا عن المقصورۃ الشریفۃ بغایۃ الأدب مستد بر القبلۃ محاذیا

لراس النبی ﷺ ووجه الاکرم ملاحظا نظره السعید الیک وسماعه کلامک ورده علیک سلامک وتأمینه علی دعائک وتقول : السلام علیک یا سیدی رسول الله السلام علیک یا نبی الله السلام علیک یا حبیب الله السلام علیک یا نبی الرحمة السلام علیک یا شفیع الامة السلام علیک یا سید المرسلین السلام علیک یا خاتم النبیین السلام علیک یا مزمل السلام علیک یا مدثر السلام علیک وعلی اصولک الطیبین واهل بیتک الطاهرین الذین اذهب الله عنهم الرجس وطهرهم تطهیرا جزاک الله عنا افضل ما جزی نبیا عن قومه ورسولا عن امته اشهد انت رسول الله قد بلغت الرسالة وادیت الامانة ونصحت الامة واوضحت الحجة وجاهدت فی سبیل الله حق جهاده واقمت الدین حتی اتاک الیقین ﷺ وعلی اشرف مکان تشرف بحلول جسمک الکریم فیه صلاة وسلاما دائمین من رب العالمین عدد ما کان وعدد ما یکون بعلم الله صلاة لا انقضاء لامدها یا رسول الله نحن وفدک وزوار حرمک تشرفنا بالحلول بین یدیک وقد جئناک من بلاد شاسعة وامکنة بعیدة نقطع السهل والوعر بقصد زیارتک لنفوز بشفاعتک والنظر الی مآثرک ومعاهدک والقیام بقضاء بعض حقک والاستشفاع بک الی ربنا فان الخطایا قد قصمت ظهورنا والاوزار قد اثقلت کواهلنا وانت الشافع المشفع الموعود بالشفاعة العظمی والمقام المحمود والوسیلة وقد قال الله تعالی ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما وقد جئناک ظالمین لأنفسنا مستغفرین لذنوبنا فاشفع لنا الی ربک واسأله ان یمیتنا علی سنتک وان یحشرنا فی زمرتک وان یوردنا حوضک وان یسقینا بکأسک غیر خزایا ولا ندامی الشفاعة الشفاعة الشفاعة یا رسول الله یقولها ثلاثا ربنا اغفرلنا ولا خواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا انک رؤف رحیم . (الطحطاوی ص ۴۳۷)

"پھر زیارت کے لئے حاضر ہونے والا غایتِ ادب کی وجہ سے روضہ اقدس سے چار ذراع دور ہی کھڑا ہو آپ ﷺ کے سر مبارک کے محاذات میں قبلہ کی طرف پشت کر کے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ آپ ﷺ اپنی سعید نظروں سے دیکھ رہے ہیں اور تیرے کلام کو سن رہے ہیں اور تیرے سلام کا جواب دے رہے ہیں اور تیری دعا پر آمین کہہ رہے ہیں اور تو یہ کہہ" اے اللہ کے نبی آپ پر سلام ہو اے اللہ کے حبیب آپ پر سلام ہو اے نبی الرحمۃ آپ پر سلام ہو اے امت کی

شفاعت کرنے والے آپ پر سلام ہو۔ سلام ہو آپ پر اے رسولوں کے سردار۔ سلام ہو آپ پر اے خاتم النبیین۔ سلام ہو آپ پر اے چادر اوڑھنے والے۔ سلام ہو آپ پر اے کمبل اوڑھنے والے۔ سلام ہو آپ پر اور آپ کے پاکیزہ آباء واجداد پر اور آپ کے پاکیزہ اہل بیت پر جن سے اللہ نے گندگیوں کو دور کر دیا ہے اور ان کو خوب پاک وصاف فرما دیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے سب ان جزاؤں سے بہتر جزا دے جو نبیوں کو ان کی قوموں کی طرف اور رسولوں کو ان کی امتوں کی طرف سے دی گئی ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ نے پیغام پہنچا دیا اور امانت ادا فرما دی اور امت کو نصیحت کر دی اور حجت واضح کر دی اور آپ نے اللہ کے راستہ میں ایسے جہاد کیا جیسے حق تھا۔ اور آپ نے دین کو پختہ بنیادوں پر کھڑا کر دیا حتی کہ آپ کا وقت وصال آ گیا۔ اور سلام ہو اس اشرف مکان پر جو آپ کے جسد کریم سے ملا ہوا ہے۔ اس میں صلاۃ وسلام دائما ہوں رب العلمین کی طرف سے ان اعداد کے بعدد جو اللہ تعالیٰ کے علم میں تھے اور ہوں گے۔ ایسا صلوۃ وسلام ہو جسکا اختتام نہ ہو۔ اے اللہ کے رسول ہم آپ کے مہمان ہیں اور آپ کے حرم پاک کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہیں آپ ہمیں اپنے سامنے طول سے مشرف فرمائیں۔ اور ہم دور کے شہروں سے اور دور کی جگہوں سے نرم وسخت زمینوں کو قطع کرتے ہوئے آپ کی شفاعت حاصل کرنے کے لئے آپ کی زیارت کی غرض سے حاضر ہوئے تا کہ ہم آپ کی شفاعت سے کامیاب ہو جائیں۔ مآثر اور معاہد کی طرف نظر ہے۔ اور آپ کے حق کے کچھ حصے کی ادائیگی کیلئے کھڑے ہوئے ہیں۔ اور آپ کے ساتھ اپنے رب کی طرف شفاعت طلب کرتے ہیں اس لئے کہ خطاؤں نے ہماری پشتوں کو توڑ ڈالا ہے اور گناہوں کے بوجھ نے ہماری کمروں کو بوجھل کر دیا ہے آپ شفاعت کرنے والے شفاعت قبول کیے ہوئے اور شفاعت عظمیٰ اور مقام محمود کا وعدہ کیے گئے ہیں اور ہم وسیلہ پکڑتے ہیں اس لئے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے ولــو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وک فاستغفرو االله واستغفرلهم الرسول لو جدوا الله تـو ابا رحيما اور ہم اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے اپنے گناہوں کا استغفار کرتے ہوئے آپ کی

خدمت میں حاضر ہوئے ہیں پس اپنے رب کی طرف ہماری سفارش فرما دیجئے اور سوال کیجئے کہ وہ ہمیں آپ کی سنت پر موت دے اور ہمیں آپ کی جماعت میں اٹھائے اور ہمیں آپ کے حوض پر لائے اور ہمیں آپ کے پیالہ سے پلائے۔ اس حال میں کہ ہم نہ رسوا ہوں نہ ہی ہم کو ندامت ہو اے اللہ کے نبی شفاعت شفاعت شفاعت اے اللہ ہمیں بخش دے اور ہمارے ان مسلمان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے گزر گئے ہیں اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے نفرت پیدا نہ فرما اے ہمارے رب بے شک آپ بخشنے والے رحم کرنے والے ہیں۔

(۷) فتاوی عالمگیری میں لکھتے ہیں:

ویقول اللھم انک قلت الحق ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک (النساء : ۶۴) وقد جئناک سامعین قولک طائعین امرک مستشفعین بنبیک الیک۔ (عالمگیری ص ۲۹۳ ج ۱)

"اور کہے اے اللہ آپ نے فرمایا اور آپ کا فرمان برحق ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاء وک فاستغفروا اللہ واستغفرلھم الرسول لو جدوا اللہ توابا رحیما اور ہم آپ کے فرمان کو سنتے ہوئے آپ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے اور آپ کے نبی کا وسیلہ پکڑتے ہوئے آپ کی طرف آئے ہیں۔"

(۸) نیز فرمایا:

فیقول السلام علیک یا رسول اللہ من فلان ابن فلان یستشفع بک الی ربک فاشفع لہ ولجمیع المسلمین۔ (ایضا ص ۲۹۳)

"اور پھر کہے اے اللہ کے رسول فلاں ابن فلاں کی طرف سے آپ پر سلام اور وہ آپ کی شفاعت آپ کے رب کی طرف چاہتا ہے پس آپ اس کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے شفاعت فرما دیں۔"

(۹) شیخ ابن ہمامؒ لکھتے ہیں:

ثم یسأل النبی ﷺ الشفاعۃ فیقول یا رسول اللہ اسألک الشفاعۃ یا رسول اللہ اسألک الشفاعۃ والتوسل بک الی اللہ فی ان اموت مسلما علی ملتک وسنتک۔

"پھر نبی اقدس ﷺ سے شفاعت کا سوال کرے اور کہے یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور اس بارے میں بھی آپ کا وسیلہ لیتا ہوں کہ میں آپ کی ملت اور سنت پر وفات پاؤں۔" (فتح القدیر ص ۹۵ ج ۳)

(۱۰) شیخ رحمت اللہ المحدث السندھیؒ لکھتے ہیں:

ثم یطلب الشفاعة فیقول یا رسول الله اسالک الشفاعة ثلاثا .(لباب المناسک ص ۵۱۰)

"پھر شفاعت طلب کرے اور تین دفعہ کہے یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں۔"

(۱۱) علامہ عبدالرحمٰن الجزیری فرماتے ہیں:

ولیبلغ سلام من اوصاه فیقول السلام علیک یا رسول الله من فلان ابن فلان یستشفع بک الی ربک فاشفع له ولجمیع المسلمین (الفقه علی مذاهب الاربعة ص ۶۴۱)

"اور چاہئے کہ جس نے اس کو وصیت کی ہو اس کا سلام بھی پہنچا دے اور یوں کہے اے اللہ کے رسول فلاں ابن فلاں کی طرف سے آپ پر سلام اور وہ آپ کی اپنے رب کی طرف شفاعت کا طلب گار تھا پس آپ اس کی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرمادیں۔"

(۱۲) علامہ داؤد بن سلیمان البغدادی الحنفی فرماتے ہیں:

وقد اطبق الائمة الحنفية علی زیارة النبی ﷺ وزیارة صاحبیه وطلب الشفاعة منهم (المنحة الوهبیة ص ۲۱ طبع استنبول بحواله سماع موتی امام اهلسنة ص ۱۲۵)

(۱۳) مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

"اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری جیسے آپ ﷺ کی دنیوی حیات کے زمانے میں ہو سکتی تھی اسی طرح آج بھی روضہ اقدس کی حاضری اسی حکم میں ہے۔" (معارف القرآن ص ۴۵۸ ج ۲۔)

(۱۴) فخر المحدثین مولانا ظفر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں:

فثبت ان حکم الآیة باق بعد وفاته (اعلاء السنن ص ۳۳۰ ج ۱۰)

پس ثابت ہو گیا کہ آیت کا حکم آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی باقی ہے۔

(۱۵) فخر الفقہاء ابو حنیفہ ثانی قطب الارشاد امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہیؒ لکھتے ہیں:

"تیسرے یہ کہ قبر کے پاس جا کر کہے کہ اے فلاں تم میرے واسطے دعا کرو کہ حق تعالیٰ میرا کام کر دیوے۔ اس میں اختلاف علماء کا ہے۔ مجوز سماع موتی اس کے جواز کے مقر ہیں اور مانعین سماع اس کو منع کرتے ہیں سو اس کا فیصلہ اب کرنا محال ہے۔ مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں اسی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اور دلیل جواز یہ ہے کہ حضرات فقہاء نے بعد سلام سے وقت زیارت قبر مبارک کے شفاعت مغفرت کا عرض کرنا لکھا ہے پس یہ جواز کے واسطے کافی ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۹)

حضرت گنگوہیؒ غیر مقلدین کی نظر میں:

غیر مقلدین کی فتاویٰ کی مشہور کتاب میں حضرت گنگوہی کے متعلق مندرجہ ذیل القابات لکھے گئے ہیں:

طلع الحق حق الطلوع وسطع الصدق حق السطوع فما قال ملک العلماء سلطان الاتقیاء زین المفسرین رئیس المحدثین نعمان اوانا مجدد زماننا نائب رسول الله الصمد علیه الصلوات من الله الاحد مولانا العالم العامل الحافظ الحاج رشید احمد مد الله ضلال فیوضه علی رء وس العلمین اللهم امین. (فتاوی علمائے حدیث ص ۶۱/۳)

توسل کی آٹھویں قسم

توسل کی آٹھویں صورت یہ ہے کہ عام صاحب قبر کی قبر پر جا کر دعا کی درخواست کرنا۔ جو حضرات سماع اموات کے قائل ہیں وہ اس کے بھی قائل ہیں اموات کا سماع بمعرفت یہ احادیث سے ثابت ہے۔ جیسا کہ گذشتہ باب میں تفصیل سے ذکر کر دیا گیا ہے۔ اس لیے دوبارہ ذکر نہیں کیا جاتا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆